حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سو واقعات پر خوبصورت کتاب

# حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# کے سو (۱۰۰) واقعات

تالیف:
قاری گلزار احمد مدنی

اسلام بکڈپو
042-37112941

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سو واقعات 100 پر مشتمل خوبصورت کتاب

# حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

# کے سو واقعات 100

ترتیب جدید واضافہ

## قاری گلزار احمد مدنی

مصنف کُتب کثیرہ عملیات، تعویذات، طلسمات، اعداد و روحانیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



# حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## کے سو 100 واقعات

مرتب ..... قاری گلزار احمد مدنی

بار اول ..... مارچ 2014ء

پرنٹرز ..... آصف صدیق پرنٹرز

تعداد ..... 1100/-

ناشر ..... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

قیمت ..... روپے =/

ملنے کے پتے

فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس
6- یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ اُردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو ۱۲- گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

# فہرست مضامین

# میری عرض

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

**الحمد للہ رب العلمین۔**

**الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ امابعد**

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اور مبارک نام سے آغاز کرتا ہوں جو بلاشبہ بہت ہی زیادہ مہربان اور رحم والا ہے۔ ہمارے پیارے رسول خاتم النبیین، شفیع المذنبین، تاجدار انبیاء، افضل البشر، محسن کائنات، خاتم المرسلین، آقائے دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ پر لاکھوں، کروڑوں درود نیز آپ ﷺ کی آل، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن پر بھی لاکھوں کروڑوں سلام۔

محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز محبوب ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو تکریم اور تعظیم حاصل ہے ظاہر ہے اس کی وجہ بھی آنحضور ﷺ کی ذات گرامی سے نسبت، آپ ﷺ کی زیارت کے شرف اور آپ ﷺ کی صحبت کے فیض کی بنا پر ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ امت میں سے کوئی شخص زہد و عبادت اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا، جبکہ اہل بیت کرام تو آنحضور ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہیں قرابت کی یہ نسبت تمام نسبتوں پر غالب ہے اور

وہ فضیلت و اعزاز ایک ایسی خداداد نعمت ہے جس میں اہل بیت عظام کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا (سورۂ احزاب: آیت ۳۳)

"یعنی اے اہل بیتِ محمد! تم سے وہ برائی اور فحش باتوں کو لے جانے کا ارادہ کرتا ہے کہ اس میل سے تمہیں پاکیزگی عطا کرے جو اللہ کے نافرمانوں میں ہوتی ہے۔"

ہمارے پیش نظر کتاب "حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سو (۱۰۰) واقعات" کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے پڑھنے والے قارئین کرام کو اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بزرگوں کے حالات و واقعات سے روشناس کرائیں تاکہ وہ ان کی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل پیرا ہوسکیں اور اپنی زندگیوں کو اسلام کے صحیح اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ نیز میری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میرے تمام کردہ اور نا کردہ گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے روزِ محشر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

قاری گلزار احمد مدنی

# یا شہید کربلا

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادۂ گل گوں قبا امداد کن

اے حسین اے مصطفیٰ را راحت جاں نور عین
راحت جاں نور عینم دہ بیا امداد کن

اے زحسن خلق و حسن خلق احمد نسخہء
سینہ تا پا شکل محبوب خدا امداد کن

جان حسن ایمان حسن و ایکان حسن ایشان حسن
اے جمالت لمع شمع من رای امداد کن

جان زہرا و شہید زہر را زور و ظہیر
زہرت از بار تسلیم و رضا امداد کن

اے بواقع بیکسان دہر رازیبا کسے
دے بظاہر بیکس دشت جفا امداد کن

اے گلویت گہ لبان مصطفی رابوسہ گاہ
گہ لب تیغ لعیں راحسرتا امداد کن

اے تن تو کہ سوار شہوار عرش ناز
گہ چناں پامال خیل اشقیا امداد کن

اے دل و جاں ہا فدائے تشنہ کامی ہائے تو
اے لبت شرح رضینا بالقضا امداد کن

اے کہ سوزت خان مان آب را آتش زدے
گر نبودے گریہ ارض وسما امداد کن

اے چہ بحر و تفتگی کوثر لب و ایں تشنگی
خاک بر فرق فرات از لب سرا امداد کن

ابر گوہر گر سبھا رو نہر گوہر گر مریز
خود لبت تسلیم و فیضت حبذا امداد کن

## واقعہ نمبر ①:

# نام و نسب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک "حسین (رضی اللہ عنہ)" ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے القابات سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد بزرگوار کی جانب سے حسب ذیل ہے: حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' بن امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' بن حضرت ابوطالب بن حضرت عبدالمطلب ہے۔حضرت عبدالمطلب پر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' شہزادیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' خاتونِ جنت' طیبہ' طاہرہ' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے تھے اور عادات و اطوار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین نمونہ تھے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں اور علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

واقعہ نمبر (۲):

# ولادت باسعادت

ابوعبداللہ شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بنت الحارث روایت بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا خواب دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں یہ تو بہت ہی نیک خواب ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری جگر گوشہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ایک بیٹا تولد ہوگا جسے تم اپنی گود میں لو گی۔

چنانچہ اس واقعہ کے بعد جب ۴ھ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو کہ والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کی گود میں ڈال دیا اور یوں حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی پرورش حقیقی ماں کی طرح کی اور اپنا آرام وسکون آپ رضی اللہ عنہ پر قربان کر دیا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے بعد والد ماجد امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام "حرب" رکھا۔

واقعہ نمبر (۳):

# حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک "حسین" رکھا

روایات کے مطابق جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا اور دعائے خیر فرماتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک "حسین (رضی اللہ عنہ)" رکھا۔ پھر ساتویں روز آپ رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور بال اتروا کر ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی۔

خورشید جس کے نور کا ایک اقتباس ہے
اس کا جمال میری نظر کا لباس ہے
دست کرم کسی نے مرے منہ پہ رکھ دیا
میں کہنا چاہتا تھا مرا دل اداس ہے
ملتا ہے روز تیرے وسیلے سے ہم کو رزق
جو معترف نہیں ہے نمک ناشناس ہے

واقعہ نمبر (۴):

# بچپن کے سات برس صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن کے سات برس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تربیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی کوئی کمی نہ چھوڑی اور دونوں بھائی بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین اخلاق کا نمونہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ رکھتے اور انہیں ہر چیز کے آداب سکھاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث مروی ہیں۔

جب تری چشم عنایت سے گزر جاتے ہیں
چمن دہر کے پھول اور نکھر جاتے ہیں

واقعہ نمبر (۵):

# اہل بیت کے لیے زکوٰۃ حرام

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ کی کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم فرمانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی چھوٹے تھے آئے اور ایک کھجور کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکالی اور فرمایا کہ میرے اہل بیت کے لئے زکوٰۃ حرام ہے۔ پس اس دن کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ذہن نشین کر لی اور پھر کبھی اہل بیت کی سیادت پر حرف نہ آنے دیا۔

## واقعہ نمبر (٦):

# جبرائیل علیہ السلام کا آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی زوجہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے میرے اس بیٹے کی شہادت کی خبر دی ہے۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے پوچھا کیا اس بیٹے کی شہادت کی خبر؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور جبرائیل میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لایا تھا جہاں اسے شہید کیا جائے گا اور وہ مٹی سرخ رنگ کی تھی۔

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۹۱۸)

واقعہ نمبر (7):

# حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خاکِ کربلا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر کافی عرصہ بعد تشریف لائے اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال غبار آلود ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ماجرا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج اس جگہ لے جایا گیا جو عراق ہے اور وہ مقام کربلا ہے اور وہاں میرے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے گا اور وہاں میں نے اپنی اولاد کو دیکھا اور ان کے خون کو زمین سے اٹھایا اور وہ میرے ہاتھ میں ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹھی کھولی اور فرمایا اسے سنبھال لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔ میں نے دیکھا وہ سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ میں نے اسے ایک بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا منہ اچھی طرح بند کر دیا۔ پھر جب حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے عراق کا سفر کیا تو میں اسے شیشی کو روز دیکھتی تھی اور جب عاشورہ کا دن ہوا تو میں نے اس میں تازہ خون دیکھا اور میں جان گئی کہ آج ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کی

شہادت کی خبر مجھے ملی تو وہ عاشورہ کا ہی دن تھا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۵۷ برس تھی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بارش کے فرشتے نے میری زیارت کے لئے اللہ سے اذن طلب کیا اور جب اسے اجازت ملی تو وہ میرے پاس آیا اور اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم دروازہ کا دھیان رکھنا اور کوئی اندر نہ آئے مگر اس وقت اچانک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ انہیں چومنے لگے۔ بارش کے فرشتے نے کہا کیا آپ ﷺ کو ان سے محبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! فرشتہ بولا عنقریب آپ ﷺ کی امت انہیں شہید کرے گی اور اگر آپ ﷺ کہیں تو میں وہ جگہ آپ ﷺ کو دکھاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر اس فرشتے نے وہ جگہ آپ ﷺ کو دکھائی اور پھر وہ سرخ مٹی بھی لایا۔ آپ ﷺ نے وہ سرخ مٹی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی اور انہوں نے وہ مٹی ایک کپڑے میں باندھ لی اور وہ مٹی کربلا کی تھی۔

(صواعق المحرقہ صفحہ ۶۳۹ تا ۶۴۰)

واقعہ نمبر ⑧:

# شہادت گاہِ حسین رضی اللہ عنہ کی مٹی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک دن جبرائیل علیہ السلام، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پھر اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا فرزند ہے اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھا لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا انہیں بہت جلد شہید کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا انہیں کون شہید کرے گا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو میں وہ جگہ بتاؤں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور پھر جبرائیل علیہ السلام نے کربلا کی جانب اشارہ کیا اور پھر کچھ سرخ مٹی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور وہ مٹی شہادت گاہ حسین رضی اللہ عنہ کی تھی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۶)

## واقعہ نمبر ۹:

# والد ماجد کا آپ رضی اللہ عنہ کے مدفن کی جگہ سے آگاہ کرنا

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آج حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس جگہ آنے والے دور میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قافلہ قیام کرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوگی اور یہ جگہ شہیدوں کا مدفن بنے گی اور زمین و آسمان ان لوگوں پر روئیں گے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۶)

واقعہ نمبر (۱۰):

# فرزدق سے ملاقات کا احوال

فرزدق عرب کا مشہور شاعر تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ جب مکہ مکرمہ سے باہر نکلا تو صفاح کے مقام پر فرزدق سے ملاقات ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرزدق سے عراق کے حالات دریافت کئے۔ فرزدق نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے ایک باخبر شخص سے ان کا حال پوچھا اور وہاں کے لوگ دل سے تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں اور ہر امر چونکہ منجانب اللہ عزوجل وقوع پذیر ہوتا ہے اور وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرزدق کی باتیں سنیں تو فرمایا کہ تم نے درست کہا اور اللہ عزوجل ہر امر پر قادر ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اللہ عزوجل کی شان ہر روز جدا ہوتی ہے اور جب اللہ عزوجل کا امر ہمارے موافق ہو تو ہم اس کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر کی ادائیگی کی توفیق بھی اسی کی جانب سے ہے اور اگر اس کا امر ہمارے موافق نہ ہو تو پھر جو شخص حق کا طلبگار ہے اور تقویٰ کا بھید جانتا ہے وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ امر خداوندی اس کے حق میں ہے یا اس کے مخالف ہے۔

(تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۸، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۲۱۶، تاریخ ابن خلدون جلد ۵۲۲، روضۃ الشہداء صفحہ ۱۹۵)

فرزدق، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے قصے کے متعلق بیان

کرتا ہے میں اپنی ماں کے ہمراہ سفر حج پر روانہ ہوا اور میں اپنی والدہ کے اونٹ کو ہانک رہا تھا یہ ۶۰ھ کا واقعہ ہے اور میں حرم کی حدود میں داخل ہوا۔ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اپنے رفقاء کے ہمراہ تلواریں اور ڈھالیں لئے ہوئے تھے ۔میں نے لوگوں سے دریافت کیا تو مجھے علم ہوا کہ ۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر ہے۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں ایسی بھی کیا جلدی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج ترک کر دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں جلدی نہ کرتا تو یہ مجھے یہاں گرفتار کر لیتے ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں اہل عراق سے ہوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم مجھے وہاں کے حالات کے متعلق بتاؤ۔ میں نے عرض کیا وہاں کے لوگوں کے دل تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے لئے ہیں اور حکم تو اللہ عزوجل کا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم صحیح کہتے ہو۔(تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۸)

فرزدق بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے مناسک حج کے متعلق دریافت کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مناسک حج کی تعلیم دی۔ پھر میں جب حرم کی حدود میں داخل ہوا تو میں نے حرم میں ایک شاندار خیمہ دیکھا جب میں اس خیمے کے نزدیک گیا تو معلوم ہوا کہ یہ خیمہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا ہے۔انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تیری ملاقات حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی؟ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا حال انہیں بیان کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم! تو ان کے ساتھ کیوں نہ گیا اور وہ عنقریب حکومت حاصل کر لیں گے۔

فرزدق کہتا ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی بات نے میرے

دل پر اثر کیا اور میں نے چاہا کہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہوں مگر پھر میرے دل میں انبیاء کرام علیہم السلام کی شہادت کا خیال آیا اور میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل نہ ہوا۔

(تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اوّل صفحہ ۱۷۸، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۲۱۷)

واقعہ نمبر ⑪:

# عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا مکتوب

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں فرزندوں عون و محمد رضی اللہ عنہم کے ذریعے ایک مکتوب والد بزرگوار کو بھیجا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

''میں آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جیسے ہی میرا یہ مکتوب آپ رضی اللہ عنہ کو ملے آپ رضی اللہ عنہ اسے پڑھتے ہی واپس لوٹ آئیں اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جہاں جانے کا قصد کیا وہاں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کا رویہ اچھا نہ ہو گا اور اگر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو پھر دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات سے اہل ایمان کو سہارا ہے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اپنی روانگی کو مؤخر فرما دیں اور میں بھی اس مکتوب کے ملتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتا ہوں۔''

(تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۹، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۲۱۷، تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۵۲۲)

واقعہ نمبر (۱۲):

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل دکھتا تھا

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو گھر کے اندر جا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں معلوم ہے کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے پس تم اسے رونے نہ دیا کرو۔

واقعہ نمبر (۱۳):

# حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے، میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں

حضرت یعلی بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں پس جو اس سے محبت رکھے گا اللہ عزوجل اس سے محبت رکھے گا اور جو اس سے دشمنی رکھے گا اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے دشمنی رکھیں گے۔"

واقعہ نمبر (۱۴):

# حسنین کریمین سے بغض
# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض

مسند امام احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

واقعہ نمبر ۱۵:

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

ترمذی شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر دعا مانگی کہ:

"اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما۔"

واقعہ نمبر (۱۶):

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے کھیلنا شروع کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ مبارک کھول کر ان کے منہ کو اپنے منہ میں ڈال لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنا لے اور جو اس سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر۔

## واقعہ نمبر (۱۷):

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن کو چوسنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن کو اس طرح چوس رہے تھے جس طرح کوئی آدمی کھجور کو چوستا ہے۔"

واقعہ نمبر (۱۸):

# جنت کے نوجوانوں کے سردار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"جو جنتیوں کے سردار کو دیکھنا چاہے وہ حسین ابن علی (رضی اللہ عنہم) کو دیکھ لے۔"

واقعہ نمبر (۱۹):

# حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں

ترمذی شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور اس میں کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کمبل مبارک کھول دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور میں اللہ سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔

واقعہ نمبر (۲۰):

# باپ کا منبر

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ واقعی تمہارے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اسے ایسی بات کہنے کو نہیں کہا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: نہیں علی (رضی اللہ عنہ)! اس نے درست کہا یہ اس کے باپ کا منبر ہے۔

## واقعہ نمبر (۲۱):

# ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم ہوتا ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ کی دائیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

واقعہ نمبر (۲۲):

# کیا خوب سواری ہے

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پشت پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سوار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ڈوری تھام رکھی ہے جس کا ایک سرا حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر چلتے تھے۔

میں نے جب دیکھا تو کہا کہ واہ! کیا خوب سواری ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اتنا ہی عمدہ سوار بھی ہے۔

واقعہ نمبر (۲۳):

# حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو

بچپن میں ایک روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حسن (رضی اللہ عنہ) حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کو کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔

واقعہ نمبر (۲۴):

## حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شکل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھی۔ ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو تیزی سے لپک کر ان کو گود میں اٹھالیا' پیار کیا اور فرمایا کہ:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ علی (رضی اللہ عنہ) سے مشابہ نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں۔"

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قریب ہی کھڑے تھے انہوں نے سنا تو مسکرانے لگے۔

واقعہ نمبر (۲۵):

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک گلی سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بچوں کو کھیل کود میں مشغول دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ایک بچے کو گود میں اٹھا کر پیار کرنے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرانگی سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک اسی بچے کو گود میں اٹھا کر پیار کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک روز اس بچے کو اپنے جگر گوشہ حسین (رضی اللہ عنہ) کے قدموں کی خاک کو اپنے آنکھوں پر لگاتے دیکھا تھا پس اسی روز سے مجھے اس سے محبت ہوگئی اور میں بروزِ قیامت اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا۔

واقعہ نمبر (۲۶):

# ناراضگی منظور نہیں

ایک دفعہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تختی لکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کرنے لگے: نانا جان! دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اسے رنج نہ پہنچے خود فیصلہ نہ فرمایا اور ان کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود فیصلہ نہ کیا اور ان کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے خط کی زیادہ پہچان نہیں ہے اس لیے میں یہ سات موتی زمین پر ڈالتی ہوں۔ تم میں سے زیادہ موتی چن لے گا اسی کی تختی اچھی ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے موتی ہوا میں اچھال دیئے اور جب زمین پر گرے تو جنت کے شہزادوں نے ان کو چننا شروع کیا۔ دونوں نے تین تین موتی چن لیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک ساتواں موتی اٹھا سکتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ساتواں موتی اٹھا لیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے آدھا آدھا اٹھا لیا۔ دونوں شہزادوں میں سے کسی کو شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا آج اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی بھی منظور نہیں اور ایک وقت آئے گا دونوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔

واقعہ نمبر (۲۷):

# سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے دو چادریں آئیں۔ لوگوں نے وہ چادریں آپ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ چادریں پہن کر منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دوران دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور ان کے کندھوں پر اس وقت کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ میرے پاس دو چادریں ہیں جبکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے پاس ایک بھی چادر نہیں۔ میرے پاس جو چادریں ہیں وہ ان کے لئے بڑی ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یمن خط لکھا اور دو چادریں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے لئے منگوائیں۔ جب دونوں چادریں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے خود حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے پاس جا کر انہیں وہ دونوں چادریں پہنائیں۔

واقعہ نمبر (۲۸):

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ کا غم کسی بھی طرح دوسروں سے کم نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد ایک رہنما و راہبر کی کمی محسوس ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرطِ جذبات سے چومنا اور ان لبوں کی لطافت آپ دونوں بھائی اپنے چہرے پر محسوس کرتے تھے اس کو یاد کرتے تو دل ڈوبنے لگتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کیفیت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔ اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے جگر گوشوں اور زوجہ کی دلجوئی کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے۔

واقعہ نمبر (۲۹):

# والدہ ماجدہ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے روز جب گھر تشریف لائے تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بیماری اور کمزوری کے باوجود آٹا گوندھا اور اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکائیں۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بچوں کے کپڑے دھوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہیں کبھی دو کام اکٹھے نہیں کرتے دیکھا آج تم کام اکٹھے کر رہی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رات خواب میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے منتظر تھے میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں نکل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)' میں بھی تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ پس اس خواب کے بعد میں نے جان لیا کہ میرا اس دنیا میں یہ آخری دن ہے اور میں اب اس دنیا سے پردہ فرمانے والی ہوں۔ میں نے یہ روٹیاں اس لئے پکائی ہیں کہ کل جب آپ رضی اللہ عنہ میرے غم میں مبتلا ہوں تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور کپڑے اس لئے دھو دیئے ہیں کہ میرے بعد جانے کون کپڑے دھوئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہ کی

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جدائی اور اب حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی اور خاتونِ جنت کی جدائی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کاری زخم سے کم نہ تھی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) غم نہ کریں اور جیسے آپ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے صبر کیا اب بھی صبر کیجئے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ میرے بچوں کو کھانا کھلا دیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جب انہیں کھانے کے لئے جمع کیا تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنی والدہ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس دوران حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بچوں کو ان کے نانا محبوبِ خدا حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بچے پھر آ گئے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ ہمیں اپنی والدہ کا آخری دیدار کرنے دیجئے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اشارہ سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ انہیں آنے دیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور بچے بھاگ کر ماں کے سینہ سے لگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں پیار کیا اور انہیں دعائیں دیتے ہوئے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔

بچوں کے جانے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں ان سے کہا کہ والدہ! میرے غسل کے لئے پانی کا انتظام کریں تاکہ میں غسل کر سکوں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ غسل

کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ قبلہ رو لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جسد اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافور بہشتی لائے تھے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصے کئے۔ ان میں سے دو حصے مجھے عنایت ہوئے اور میرے اور ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھے۔ تم اس میں سے ایک حصہ لے آؤ اور دوسرا حصہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے سنبھال کر رکھ دو۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کے لئے دعا فرمائی اور اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دونوں شہزادگان کے لئے امتحان تھا۔ جب دونوں ننھے شہزادگان بالخصوص حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ والدہ کی یاد میں آنسو بہاتے تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی رونا شروع کر دیتے پھر دونوں شہزادوں کو گلے سے لگاتے اور پیار کرتے ہوئے انہیں صبر کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔

کہاں سے لائے بہارِ چمن تمہارے سوا
وہ اِک پھول جو ہو سارے گلستاں کا شرف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کی اور اسی طرح حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا ہی محبت آمیز برتاؤ رکھا۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے جب بیت المال قائم کیا تو دوسرے لوگوں کی طرح آپ نے بھی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وظیفے مقرر کیے۔ آپ دونوں بھائیوں کا وظیفہ پانچ ہزار درہم سالانہ تھا اور اتنا ہی وظیفہ خود اس وقت امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس تقسیم سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشوں کی کیا اہمیت تھی۔"

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ رہنے دی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جوان ہو چکے تھے بوقت شہادت آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے سے معذور رہے۔

واقعہ نمبر (۳۰):

# والد ماجد کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بے شمار فتنوں نے سر ابھارا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کیا۔ اس دوران جب جنگ کا خطرہ لاحق ہوا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ بندی کروائی۔

ماہِ رمضان ۴۰ھ میں ایک خارجی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ زخمی ہونے کے بعد تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی جانشینی کے بارے میں پوچھا گیا اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں۔ تیسرے دن آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فراغت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی۔ روایات کے مطابق اس وقت بیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا اور عراق کی طرف فوجی پیش قدمی شروع کر دی اس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے۔ انہیں عبداللہ بن عامر کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو وہ بھی اہل عراق کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ ساباط پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج میں کمزوری اور جنگ سے پہلوتہی کے آثار دیکھے تو فرمایا:

> ''لوگو! میں کسی مسلمان کے خلاف اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں امید ہے تم اسے رد نہیں کرو گے۔ جس اتحاد اور یگانگت کو تم ناپسند کرتے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو تم پسند کرتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر لوگ جنگ سے گریز کرنا چاہتے ہیں میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف لڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر وہ لوگ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شدید مخالف تھے اور ان سے لڑنا فرضِ عین سمجھتے تھے وہ برہم ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی اور انہیں گھیر لیا۔ ربیعہ اور ہمدان کے قبیلوں نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ یوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث بنے گا' پوری ہو گئی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سیاسی امور سے علیحدگی اختیار کر لی اور پھر کسی سیاسی معاملے میں مداخلت نہ فرمائی۔

واقعہ نمبر (۳۱):

# بھائی کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ بھائی! آپ رضی اللہ عنہ مجھے بتائیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا گمان درست ہے تو پھر اللہ عزوجل حقیقی بدلہ لینے والا ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صبر کا امتحان تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے غمگسار بھائی کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔

میری زباں صرف تری مدح خواں رہے
کوئی بیاں رہے نہ رہے یہ بیاں رہے

واقعہ نمبر (۳۲):

# حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے خلافت کے لیے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے معاہدہ کی پابندی کو ضروری سمجھتے ہوئے لوگوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے دوران ان کی بیعت خلافت پر قائم رہے اور ہر ممکن تعاون کرتے رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی معاہدہ کی شرائط کی پابندی کی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام عزیز و اقارب کو شام کے علاقہ دمشق میں لے گئے اور وہاں آپ رضی اللہ عنہ کو مختار سلطنت بنا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق کے محل میں رکھا اور ہر طرح سے خاطر و مدارات کی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جب بھی دربارِ خلافت میں تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دائیں جانب خصوصی نشست لگواتے اور اگر کہیں جانا ہوتا تو پہلے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سوار ہوتے بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تھے۔ الغرض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے وصال تک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تعلقات بے حد خوشگوار رہے۔

واقعہ نمبر (۳۴):

# امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جب آخری وقت آیا تو انہوں نے یزید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ حسین (رضی اللہ عنہ) اس کی اولاد اور بھائی بہنوں، رفقاء اور تمام بنی ہاشم کے حق میں کہ اپنی حکومت میں کوئی جدید امر کرنے سے پہلے حسین (رضی اللہ عنہ) سے مشورہ کرنا۔ تیرا کوئی حکم حسین (رضی اللہ عنہ) کے حکم سے بلند نہ ہو اور تیری کوئی ضرورت حسین (رضی اللہ عنہ) کی ضرورت سے مقدم نہ ہو۔ اس وقت تک ہرگز کھانا نہ کھانا جب تک تو ان کو نہ کھلا لے اور نہ پانی پینا جب تک کہ وہ نہ پی لیں اور کوئی خرچ حتیٰ کہ لشکر کا اور اپنے گھر کا خرچ نہ کرنا جب تک ان پر خرچ نہ کر لو اور ہرگز اس وقت تک کچھ نہ پہننا جب تک کہ ان کو نہ پہنا لو۔ خلافت حقیقتاً ان کا حق ہے اور اگر حسین (رضی اللہ عنہ) خلافت طلب کریں یا خود خلافت کا اعلان کریں تو تم ان کی اطاعت کرنا۔''

واقعہ نمبر (۳۴):

# اُم الفضل کا خواب

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں۔

میں نے بہت سخت عجیب خواب دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا ہے جو تم نے دیکھا۔ عرض کیا وہ بہت ہی ڈراؤنا خواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں تم بیان کرو۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام الفضل! یہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمادے گا جسے تم اپنی گود میں لوگی۔

(مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی صفحہ ۵۷۲)

واقعہ نمبر ۳۵:

# اُم الفضل کی آپ رضی اللہ عنہ سے حقیقی بیٹوں جیسی محبت کرنا

جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تھی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مدت رضاعت یعنی دودھ پلانے کا زمانہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اس لیے حضور ﷺ نے اپنی چچی اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا کرو چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا نہیں بلکہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔

اس لیے حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا ٹکرا اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کی گود میں آ گیا۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی محبت فرمائی جیسی حقیقی بیٹے سے ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پرورش میں نہایت والہانہ محبت فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے تمام آرام کو قربان کر دیا جیسا کہ ایک حقیقی ماں کرتی ہے۔ (شواہد النبوت ۳۰۴)

واقعہ نمبر (۳۶):

# میرے پاس سواری نہیں

عید کے دن امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: تمام بچوں کے پاس سواریاں ہیں اور میرے پاس سواری نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا دل دکھانا مناسب نہ سمجھا اور کہنیوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر تشریف فرما ہو کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی پشت پر بٹھالیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ دوسرے بچوں کی سواری کی تو لگام بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا دھاگہ منہ میں ڈال کر اس کے دونوں سرے امام حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیئے کہ اس سے لگام سے کام لے لو۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ جس طرف سے دھاگہ کھینچتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ہی مڑ جاتے۔ جس سے حضرت داتا صاحب اِس واقعہ نے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی مرضی ہے۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کی مرضی ہے۔ (کشف المحجوب: ۱۹۳)

واقعہ نمبر (۳۷):

# حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کی گرد جھاڑنا

ایک بار امام حسین رضی اللہ عنہ آگے آگے شریف لے جا رہے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اُن کے پیچھے پیچھے تھے۔ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک رومال لے کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی گرد جھاڑنے لگے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی حضور مجھے نہ ٹوکیے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر لوگ آپ (رضی اللہ عنہ) کے وہ فضائل جان لیں جو میں جانتا ہوں تو آپ (رضی اللہ عنہ) کو زمین پر چلنے نہ دیں بلکہ اپنے کندھوں پر آپ رضی اللہ عنہ کو لادے لادے پھریں۔

(حسین رضی اللہ عنہ نمبر ۶۵ بحوالہ تاریخ طبری جلد ۱۲ صفحہ ۱۶)

## واقعہ نمبر (۳۸):

# حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر چڑھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری ان آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کے پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے ننھے منھے قدموں والے چڑھ آ چڑھ آ۔

چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ جسم اطہر پر چڑھتے گئے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھ دیئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ کھول۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور منہ چوم لیا۔ پھر فرمایا اے اللہ تو اسے محبوب رکھ میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

(الاصابہ ابن حجر العسقلانی)

## واقعہ نمبر (۳۹):

# میرا بیٹا مجھ پر سوار ہے

ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنی گود میں حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا۔ نماز پڑھانے لگے تو آپ نے انہیں اتار کر اپنے قریب بٹھا دیا اور نماز شروع کر دی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بہت دیر تک سجدے ہی میں جھکے رہے خاصی دیر کے بعد میں سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہے اور آپ سجدے ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں پھر سجدے میں چلا گیا۔ جب نماز ختم ہوگئی تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ایک سجدہ بہت طویل کر دیا ہمارا خیال ہے کہ یا تو کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آ گیا تھا' یا اس دوران وحی نازل ہوتی رہی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی واقع نہیں ہوئی تھی۔ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوگیا تھا' میں نے اسے ہٹانا پسند نہیں کیا۔"

واقعہ نمبر (۴۰):

# حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کا رونا سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے چین ہونا

ایک مقام پر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ندا فرمائی کہ کسی کے پاس پانی ہے؟ مگر کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ایک صاحبزادے کو مجھے دے دو۔ انہوں نے پردے کے نیچے سے دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے کر سینے سے لگایا۔ وہ اس وقت بہت رو رہے تھے اور کسی طرح خاموش نہ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ چوسنے لگے یہاں تک کہ ان کو تسکین ہوگئی اس کے بعد وہ نہیں روئے لیکن دوسرے صاجزادے بدستور رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو بھی مجھے دے دو۔ انہوں نے دے دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھی منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی۔ وہ چوسنے لگے اور تسکین پا کر خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے رونے کی آواز نہیں سنی گئی۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۷۱)

واقعہ نمبر (۴۱):

# حسین رضی اللہ عنہ پر اپنے بیٹے کو قربان کرنا

حضور نبی کریم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہم رضی اللہ عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے یہاں اکٹھے نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا۔ اب ان میں سے آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اگر حسین رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں تو ان کے غم میں (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا (حضرت) علی رضی اللہ عنہ اور مجھے تکلیف ہوگی اور اگر ابراہیم وفات پا جائیں تو زیادہ الم میری ہی جان پر ٹوٹے گا۔ اس لیے مجھے اپنا ہی غم پسند ہے۔

اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ بعد ازاں جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آتے تو نبی کریم ﷺ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے۔ مرحبا اے حسین (رضی اللہ عنہ)! میں نے تم پر اپنے بیٹے کو قربان کر دیا ہے۔

(شواہد النبوۃ: ۳۰۴)

واقعہ نمبر (۴۲) :

# حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ لینا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں امام عالی مقام بچوں سے کھیل رہے تھے۔ (بچپن میں کھیل چونکہ ہر شے سے عزیز ہوتا ہے نہ کھانے کی پرواہ نہ گھر جانے کی فکر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر پیار کرنا چاہا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے دوڑ لگا دی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیچھے دوڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم دیکھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی پکڑ کر ان کے منہ پہ اپنا منہ رکھ کر بوسہ لیا اور پھر چھوڑ دیا۔ (مسند امام احمد)

واقعہ نمبر (۴۳):

# نیزہ پر قرآن پاک کی تلاوت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میدان کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور سر مبارک کو تن سے جدا کیا گیا اور سر مبارک کو کوفہ کی گلیوں میں لے کر پھرا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ مبارک ہل رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق جب آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لے کر جایا گیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے اور زبان مبارک پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی۔

رمز قرآن از حسین آموختیم
ز آتش او، شعلہ ہا، اندوختیم

واقعہ نمبر (۴۴):

# بے ادبی کی سزا

میدانِ کربلا میں جس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمے کے گرد آگ جل رہی تھی تو ایک بدبخت مالک بن عروہ نے اونچی آواز میں کہا کہ اے حسین (رضی اللہ عنہ)! تم نے آخرت کی آگ میں جلنے سے پہلے ہی دنیا میں آگ لگا لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے بدبخت! تیرا گمان ہے کہ میں دوزخی ہوں اس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔ اس بات کو ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ مالک بن عروہ کا گھوڑا پھسل گیا اور اس کا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں بری طرح پھنس گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتا ہوا اس آگ میں لے گیا اور مالک بن عروہ جل کر راکھ ہو گیا۔

واقعہ نمبر ۴۵:

# کنویں سے پانی نکل پڑا

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا دورانِ سفر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک کنواں ہے جس کا پانی بہت کم ہے اور اس پانی سے ڈول بھی بھرا نہیں جا سکتا۔ میں نے بے شمار تدبیریں کیں مگر کنویں کا پانی جاری نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کا پانی منگوا کر کچھ نوش فرمایا اور کلی کر کے اس کنویں میں ڈال دیا۔ جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کنویں میں کلی فرمائی کنویں سے پانی ابلنا شروع ہو گیا اور وہ پانی اپنی لذت اور شیرینی کے لحاظ سے بے مثل تھا۔

واقعہ نمبر (۳۶):

# خون کا قطرہ

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر جب دارالامارت کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ بدنصیب سر کو اٹھا کر دیکھنے لگا جس ہاتھ میں سر پکڑا ہوا تھا وہ لرزنے لگا جلدی سے سر کو اپنی ران پر رکھ لیا سر میں سے خون کا ایک قطرہ ٹپکا جو قبا پر پڑا۔ تیزاب کی مانند قبا میں سے پار ہو گیا جبہ پر پیراہن کو جلاتا ہوا آزار سے گذر کر ران تک پہنچا' ران میں سے سوراخ کرتا ہوا مسند تک پہنچا' مسند میں سے گزر کر فرش پر گرا اور زمین میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد کی ران پر یہ زخم مرتے دم تک موجود رہا اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اس زخم میں سے بدبو آتی تھی' وہ اس بدبو کو چھپانے کے لیے نافہ مشکی ران پر باندھا کرتا تھا مگر پھر بھی بدبو کی وجہ سے پاس بیٹھنے والوں کا دماغ پھٹنے لگتا تھا۔ جس دن یہ بدبخت قتل کیا گیا اسی زخم کی وجہ سے پہچان لیا گیا۔

واقعہ نمبر (۴۷):

# اصحابِ کہف کے قصہ سے بھی عجیب

منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے دمشق میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو جس وقت دمشق کے بازار میں سے لے جایا جا رہا تھا اس وقت ایک شخص سورۂ کہف کی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تو نے جان لیا نہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی عجب نشانیوں میں سے تھے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لب مبارک ہلے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری شہادت اور میرے سر کو نیزے پر لے کر جانا اصحاب کہف کے قصہ سے بھی عجیب ہے۔

واقعہ نمبر (۴۸):

# حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیارت کرنا

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ مجھے حسین (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کروائی جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ستر ہزار فرشتوں کے ہجوم میں انہیں حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کروائی۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۴۱)

واقعہ نمبر (۴۹):

# زمین کا سرخ ہوجانا

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک نے دریافت کیا کہ اگر آپ بہت بڑے عالم ہیں تو پھر بتائیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کون سی نشانی پائی گئی تھی؟ میں نے کہا اس دن بیت المقدس کی جو بھی کنکری اٹھائی جاتی تھی اس کے نیچے سے تازہ خون ملتا تھا۔ عبدالملک نے کہا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات کی تصدیق کر دی۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مروی ہے کہ جس دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس دن شام میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے سے خون ملتا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۹)

واقعہ نمبر (۵۰):

# پادری کا اسلام قبول کرنا

یزیدی قافلے نے جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لے کر سفر شروع کیا تو راستہ میں ایک مقام پر بارش کی وجہ سے قافلے نے ایک گرجا گھر میں قیام کیا۔ گرجا گھر کے پادری نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دیکھا تو شمر کو دس ہزار دینار دے کر سر مبارک کچھ دیر کے لیے لے لیا اور پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دھویا اور عطر وخوشبو لگائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے ہاتھ باندھ کر باادب کھڑا ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے اس پادری کی قسمت بدل دی اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے نور کی بدولت اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا اور اس نور کے صدقے میں کفر وشرک کے اندھیرے مٹ گئے۔

(صواعق المحرقہ صفحہ ۵۹۹)

## واقعہ نمبر (۵۱):

# سر مبارک کی نیزہ کی نوک پر تلاوت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب میدان کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور سر مبارک کو تن سے جدا کیا گیا اور سر کو کوفہ کی گلیوں میں لے کر پھرایا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ مبارک ہل رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لے کر جایا گیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے اور زبان مبارک پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۱)

واقعہ نمبر (۵۲):

# بدبخت کے لئے آگ کا عذاب

میدانِ کربلا میں جس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور خیموں کی حفاظت کے لئے کھودی گئی خندقوں میں آگ روشن تھی تو ایک بدبخت نے آواز لگائی اے حسین (رضی اللہ عنہ)! آگ لگنے سے پہلے ہی آگ لگا دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بدبخت! تو جھوٹا ہے اور تیرا گمان یہ ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا۔ اس دوران حضرت مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تاکہ اس بدبخت کو جہنم واصل کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت دینے سے انکار فرما دیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کیا۔

"اے اللہ! اسے آگ کے عذاب سے قبل ہی دنیا میں آگ کے عذاب میں مبتلا فرما دے۔"

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور اس بدبخت کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ اسی آگ والی خندق میں گر پڑا اور جل کر خاکستر ہو گیا۔

(سوانح کربلا صفحہ ۸۸)

واقعہ نمبر ۵۳ :

# اے اللہ! اسے پیاسا ہی ہلاک کر دے

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر جب یزیدی لشکر کے مقابلے میں آیا تو یزیدی لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے جانثاروں پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ اس دوران ایک بد بخت نے آواز لگائی اے حسین (رضی اللہ عنہ)! دریائے فرات موجیں مار رہا ہے مگر تمہیں اس سے پانی نصیب نہ ہو گا اور تم یونہی مر جاؤ گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! اسے پیاسا ہی ہلاک کر دے۔"

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور اس بد بخت کا گھوڑا بدک گیا اور وہ گھوڑے کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگا یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے پیاس کا غلبہ ہوا تو اسے پانی دیا گیا مگر وہ پانی پینے سے عاجز رہا یہاں تک کہ وہ پیاسا ہی جہنم واصل ہوا۔ (سوانح کربلا صفحہ ۹۰)

واقعہ نمبر (۵۴):

# مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے کی حکمتیں

سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اہل بیت اطہار اور اصحاب و رفقاء اہل مدینہ سے یزید کی ساری بات بیان فرما کر ان سے اور اپنے بھائی حضرت محمد ابن الحنفیہ سے مشورے طلب کیے۔ سب نے آپ کا خیال دریافت کیا تو آپ نے وہی جواب دیا جو آپ نے والی مدینہ کو دیا تھا کہ میں خاندان نبوت کا چشم و چراغ ہرگز ایسے فاسق و فاجر جو آپ نے والی مدینہ کو دیا تھا کہ میں خاندان نبوت کا چشم و چراغ ہرگز ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہیں اور اس کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس پر سب نے اتفاق کیا اور مشورہ دیا کہ آپ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ چلے جائیں۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارادہ ہوا کہ مدینہ طیبہ میں رہنا درست نہیں کیونکہ اب یہ خطرہ یقینی کسی حد تک پہنچ چکا ہے کیونکہ حضرت امام رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میرا انکار بیعت یزید کے اشتعال کا باعث بنے گا اور نابکاہ جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ مدینہ الرسول کہیں میری وجہ سے رنگین خون نہ ہو جائے اور یہ توہین برداشت سے باہر ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دیانت و امانت وتقوی نے اجازت نہ دی کہ

اپنی جان کی خاطر یا عزیز و اقارب یا وطن کی خاطر باطل کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور مسلمانان اسلام کی تباہی اور شرع و احکام کی بے حرمتی اور دین کے مغرت کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام جیسے جلیل القدر فرزند رسول ﷺ سے کیونکر ممکن ہو سکتا تھا اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو ظاہر ہے کہ یزید آپ کی قدر و منزلت کرتا اور آپ کی عافیت و راحت میں کوئی فرق نہ آنے دیتا اور بہت سی دنیاوی دولت کے انبار آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیتا۔ لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور اس پر داغ لگ جاتا اور یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی بیعت سند ہوتی اور شریعت اسلامیہ و ملت حنفیہ کا نقشہ مٹ جاتا۔ یہاں پر ان حضرات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنی جان خطرہ میں ڈال دی اور تقیہ کا تصور بھی خاطر پر نہ گزرا۔ اگر تقیہ جائز ہوتا تو اس کے لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے او رکون سا وقت زیادہ ضرورت کا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت کی درخواست اسی لیے سب سے پہلے کی گئی کہ اگر ان حضرات نے بیعت کر لی تو پھر کسی کو تامل نہ ہوگا۔ لیکن ان حضرات کے اس انکار سے وہ منصوبہ خاک میں مل گیا اور یزیدیوں کی آتش عناد بھڑک اٹھی اور اس ضرورت پر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑا کہ واقعی ہی اب ولید بن عتبہ نے یزید کے تحریری حکم میں کچھ دیر کر دی تو اسے معزول کر کے دشمن اسلام کو گورنر بنا دے اور ایسا ہو سکتا تھا اور انکارِ بیعت امام رضی اللہ عنہ کی صورت میں مدینۃ الرسول کے بازار اور گلیاں خون سے رنگین نہ ہو جائیں اور عظیم مبرکات عظیمہ کی توہین نہ ہو جا——— یقیناً طرفین سے یہ کام شروع ہو جائے گا۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ کے حمایتی ایک طرف اور یزیدی ایک طرف اس سے مدینۃ الرسول کی اہانت ہوگی اور یہ داغ بھی حضرت امام رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں آنا چاہیے۔

واقعہ نمبر (۵۵):

# ریاضِ جنت میں آخری رات

مدینہ طیبہ سے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی رحلت کا دن اہل مدینہ اور خود حضرت امام رضی اللہ عنہ کے لیے غم و اندوہ کا دن تھا۔ اطراف عالم سے تو لوگ وطن ترک کر کے اعزاو احباب کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی تمنائیں کریں اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شوق دشوار گزار منزلیں اور بحر و بر کا طویل خوف ناک سفر اختیار کرنے کے لیے بے قرار بنا دے۔ ایک ایک لمحہ کی جدائی انہیں شاق ہو اور فرزند رسول رضی اللہ عنہ (جوار رسول) ۔ جانے پر مجبور ہو اس وقت کا تصور دل کو پاش پاش کر دیتا ہے لیکن یہ وہی جانتے ہیں جن پر یہ وقت آیا کہ ان پر کیا گزری۔ شب کو ریاضِ جنت میں عبادت و نوافل میں مشغول رہے اور بارگاہِ عزت رب ذوالجلال میں دُعا فرمائی۔

"اے میرے اللہ تیرے نبی کی قبر اطہر ہے اور میں تیرے نبی کا بیٹا ہوں۔ میں جن حالات سے مجبور ہو کر جا رہا ہوں تو جانتا ہے میں نیکی کو اختیار اور بدی سے اجتناب کو پسند کرتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے اور صاحب قبر کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو میرے لیے وہ راستہ پیدا فرما جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضامندی ہے۔" (الحیات الخفی ج ۱ ص ۲۷)

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یہ دُعا فرماتے رہے اور روتے رہے۔

واقعہ نمبر (۵۶):

# دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچھلی گھڑی

نوافل و عبادت اور دعوات سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان آقا و مولیٰ سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور ہدیہ درود و سلام پڑھتے اور روتے رہے اور قبر انور کے ساتھ لپٹ گئے۔ اسی حالت میں آپ دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کی جماعت کثیرہ ہے اور حضور پرنور انور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی آغوش میں لیا اور سینے اقدس سے لگایا اور چوما اور فرمایا:

ترجمہ: ''اے میرے پیارے حسین! میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم خاک و خون میں تڑپے جاؤ گے اور میری امت کے چند اور ساتھیوں کے ساتھ زمین کربلا میں ظلم کے ساتھ ذبح کئے جاؤ گے اور تم سب پیاسے بھی ہو گئے اور تمہیں پانی میسر نہ ہوگا اور اس کے باوجود قاتل میری شفاعت کے امیدوار ہوں گے خدا کی قسم ان کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ گھبراؤ نہیں تم عنقریب اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ جاؤ گے سب تمہارے

مشتاق ہیں۔" (الحیات المخفی ج ۲ ص ۲۸)

اسی حالت میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے روتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

"اے پیارے نانا جان! میری دنیا میں جانے کی کوئی خواہش نہیں سوائے اس کے کہ آپ مجھے یہی اپنے ہمراہ قبر میں جگہ دے دیں۔" (الحیات المخفی ج ۲ ص ۲۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حسین کو تسلی دی اور فرمایا:

ترجمہ: "نہیں اے پیارے بیٹے تمہارے لیے دنیا میں ابھی رجوع ہے کیونکہ تمہیں شہادت کا وہ مرتبہ پانا جو خدا نے تمہارے لیے لکھ دیا ہوا ہے جس کا عظیم ثواب تم کو ملنا ہے۔"

(الحیات المخفی ج ۲ ص ۲۸)

اسی حال میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ قبر اطہر سے بیدار ہوئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور کہا اے پیارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم اب حسین کی آخری حاضری ہے امید نہیں کہ اب دوبارہ قبر اطہر کی حاضری مجھ کو نصیب ہو۔ امام رضی اللہ عنہ صبر کا دامن لیے ہوئے پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر اطہر پر روئے اور سلام عرض کیا۔

واقعہ نمبر (۵۷):

# برادر حضرت محمد ابن الحنفیہ سے آخری ملاقات

روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں اپنے بھائی حضرت محمد ابن الحنفیہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ اور جید عالم تھے اور آپ کے بھائی تھے ان سے ملاقات کی اور تمام ماجرا بیان فرمایا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے حضرت محمد ابن الحنفیہ نے فرمایا اے بھائی حسین جہاں تک یزید کی بیعت کا تعلق ہے تو آپ نے جو والی مدینہ کو فرمادیا ہے بالکل درست ہے واقع ہی وہ اس کا قابل نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں بلکہ تمام مدینہ والے آپ کے ساتھ ہیں اور کسی صورت اس یزید کی بیعت کو تیار نہ ہوں گے۔

اب رہا یہ معاملہ کہ آپ مدینہ طیبہ سے چلے جائیں اور مکہ معظمہ میں قیام فرمالیں واقع ہی جیسا آپ نے ذکر کیا ہے کہ ہیں مدینۃ الرسول کی توہین نہ ہو اور مسلمانوں کا خون نہ بہے۔ اگر مدینۃ الرسول سے کوچ کرنا ہے تو کر جائیں لیکن مجھے بیماری سے صحت یاب ہونے تک ٹھہریں تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں کیونکہ اے بھائی حسین آپ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ مجھے آپ ہی عزیز ہیں اور آپ سے بہتر کوئی نہیں اور میری جان بھی آپ پر قربان ہو جائے تو میں تیار ہوں۔

روایات صحیحہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ محمد ابن الحنفیہ نے مکمل اتفاق فرمایا اور آپ نے ان کو مکہ معظمہ جانے کا بھی مشورہ اسی لیے دیا تاکہ مدینہ رسول کی اہانت نہ ہو اور مسلمانوں کا خون نہ بہنے پائے اس کے بعد حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے پیارے بھائی جان! میں پھر مدینہ طیبہ سے کوچ کر جاتا ہوں اور مکہ معظمہ قیام پذیر ہو جاتا ہوں لیکن آپ میرے ساتھ نہ چلیں آپ کا مدینہ میں رہنا بہتر ہے تاکہ حالات کا جائزہ ہوتا رہے۔

جو باتیں مجھے معلوم نہ ہوں آپ مجھے اس کی خبرگیری کرتے رہیں گے اس طرح مجھے کیسے پتہ چل سکے گا کہ کیا حالات ہیں آپ کو کچھ حرج نہیں اور آپ ویسے بھی سخت بیمار ہیں آپ کا مدینہ طیبہ میں ہی رہنا بہتر ہے۔اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد ابن الحنفیہ ضرور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتے لیکن ان کے سامنے ایک خاص وجہ معقول تھی۔ اول یہ کہ وہ بیمار تھے دوم یہ کہ مصلحتاً ان کا ٹھہرنا بقول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بہتر تھا۔ اگر کوئی وجہ معقول نہ ہوتی تو کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ حضرت محمد ابن الحنفیہ مدینہ طیبہ میں ٹھہرے۔

اس کے بعد آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور آپ کے سینے سے لپٹ گئے۔ پھر حضرت محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا اور حضرت محمد ابن الحنفیہ نے یہ کلمات کہے۔

"خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جو مسافر مدینہ سے مکہ کا سفر کر رہا ہے میں نہیں جانتا کہ زمانہ اس کے ساتھ کیا کرے گا اور جس نے ہم کو ایک دوسرے سے جدا کیا ہے وہی ہم کو پھر ملا دے گا کیونکہ میرے دل کی محبت اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔"

واقعہ نمبر ۵۸:

# اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے آخری ملاقات

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اب سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنایا۔ حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر کہ اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ جانے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے اس سفر پر جانے کا سنا کر میرے دل کو تکلیف اور مجھے غم زدہ نہ کرو کیونکہ میں نے تو آپ کے جد کریم نانائے پاک اور اپنے آقا سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے سنا ہے۔

"میرا بیٹا حسین عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا اور اس پر ظلم وستم کیا جائے گا اور اس زمین کے ٹکڑے کو کربلا کہا جائے گا اور میرے پاس تو وہ مٹی بھی شیشی میں محفوظ ہے جو خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دی تھی کہ اس کو سنبھال کر رکھنا۔ (جب یہ خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسین شہید ہو گئے ہیں)۔"

لہٰذا اے پیارے حسین رضی اللہ عنہ آپ کا سفر مجھے مکہ معظمہ کا معلوم نہیں ہوتا بلکہ کربلا کا سفر ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے رو کر فرمایا:

"اے امی جان میں جانتا ہوں کہ یقینا مجھ پر ظلم و جفا ہوگا اور اسی
ظلم کے ساتھ قتل کیا جاؤں گا۔"

اس کے بعد اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور باتیں بھی فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ پھر آپ اپنے اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جائیں تو آپ نے فرمایا بیشک آپ کا فرمان بجانب ہے کہ بچوں کو ہمراہ نہ لے جاؤں لیکن مشیت الہیہ اسی طرح ہے۔

"کہ مجھے ظلم و جفا کے ساتھ شہید ہوتا دیکھے اور میرے اہل و
عیال کو وطن سے دور دیکھے اور ان کو مصائب میں مبتلا دیکھے کہ
ان میں کوئی اس کی راہ میں ذبح ہو رہا ہو اور کوئی طرح طرح کی
مصیبتوں میں ہو اور جب مدد کے لیے پکاریں تو کوئی ان کا
حامی و ناصر نہ ہو۔"

حضرت سیدہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر بہت روئیں اور اس تمام معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اور دعائے استقامت ابتلاء فرماتے ہوئے ان کو الوداع فرمایا۔

واقعہ نمبر (۵۹):

# روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آخری حاضری

جب حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ان تمام ملاقاتوں سے فارغ ہوئے تو مدینۃ الرسول کے در و دیوار کو دیکھتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے امام الانبیاء محبوب رب العالمین رحمتہ اللعالمین سرکار سیدنا آقا مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور نہایت بے بسی کے عالم میں اور حسرت و یاس کے لہجہ میں عرض کرتے ہیں۔

"اے میرے پیارے سردار یا رسول اللہ و پیارے نانا جان حبیب اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہایت مجبور ہو کر آپ کے جوار اقدس سے جا رہا ہوں میرے اور آپ کے درمیان ظاہری جدائی ہو رہی ہے۔ باطنی تو نہ ہونے والی ہے یہ ظاہری جدائی اسی لیے ہے کہ مجھے مجبور کیا جا رہا ہے کہ میں حسین یزید بن معاویہ شارب خمر فاسق و فاجر کی بیعت کروں اور اگر میں ایسے شخص کی بیعت کرلوں تو کافر ہوتا ہوں اور اگر انکار کرتا ہوں تو قتل ہوتا ہوں اور مجھے خود قتل ہونے کا تو ڈر نہیں ہاں البتہ آپ کے شہر مدینۃ الرسول کی اہانت کا خطرہ ہے اس مجبوری امر کی بنا پر جوار رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو رہا ہوں میری طرف سے حضور آخری حاضری کا

[illegible] ہوں۔

اسی حالت میں روضہ اطہر سے لپٹ گئے اور اسی حال میں دیکھا کہ سرکار ابد القرار ﷺ نانا جان اپنے نواسے حسین ؓ کو آغوش میں لے کر سینہ اقدس سے لگاتے ہیں اور چومتے ہیں اور فرمایا: اے فرزند حسین! عنقریب ظالم تجھے بھوکا اور پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر ڈالیں گے اور تیرے خاندان اہل بیت پر مصائب ڈھائیں گے اہل بیت کے چھوٹے بڑے شہید کر دیے جائیں گے۔ جنت تمہارے لیے آراستہ ہے اس میں تمہارے اور تمہارے رفیقوں کے درجات عالیہ ہیں جو شہادت عظمیٰ کے بغیر آپ کو نہیں مل سکتے۔ بیٹا صبر و رضا پر قائم رہنا اور میرے دین پر داغ نہ آنے دینا اور جام شہادت کے بعد میرے پاس آجاؤ گے میری دعا ہے اے اللہ! میرے حسین کو صبر اور اجر عطا فرما۔

یہ منظر پر انوار دیکھنا تھا کہ حضرت امام حسین ؓ کا حوصلہ بلند ہوا اور عزم و ہمت و استقامت و صبر و رضا کو اپنے دامن اقدس میں لیے ہوئے آخری ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے روضہ اطہر سے جدا ہوتے ہیں۔

واقعہ نمبر (۶۰):

# جنت البقیع پر آخری حاضری

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اس کے بعد جنت البقیع میں تشریف لائے اور اپنی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے قبر کو دیکھنا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قبر اطہر سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔

"اے پیاری امی جان! آپ کا نازوں کا پلا ہوا حسین اور آپ کی آنکھوں کا نور اور آپ کے دل کا سرور وہ حسین جس کی ذرا برابر آپ تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے اب وہ حسین مجبور ہو کر مدینہ طیبہ سے جا رہا ہے امی جان آج سے پہلے قبر پر حاضری دے کر دل کو تسکین دے لیا کرتا تھا۔ دل ٹوٹ رہا ہے آپ جانتے ہیں میں مجبور ہوں اور اب آپ کے لاڈلے حسین کی آزمائش کا وقت قریب آ گیا ہے۔ امی جان میرے لیے دعا فرمائیے کہ میری جان چلی جائے لیکن نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر داغ نہ آنے پائے۔"

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان کلمات طیبات کے عرض گزار اور آخری ہدیہ و سلام کے بعد جنت البقیع سے رخصت ہوئے۔

واقعہ نمبر (۶۱):

# مدینہ منورہ سے جدائی

عاشق رسول حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شام کربلا" میں لکھتے ہیں کہ امام عالی مقام مدینہ منورہ کو چھوڑتے وقت جب اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوئے ہوں گے اور صلوٰۃ وسلام عرض کر کے رخصت و اجازت طلب کی ہوگی اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی کیا کیفیت ہوگی۔ بلاشبہ دیدۂ خون بار نے اشک غم کی بارش کی ہوگی۔ قلب حزیں صدمۂ جدائی و فراق سے گھائل ہو رہا ہوگا اور لبوں پر یہ الفاظ ہوں گے۔ کندھوں پر چڑھا کر کھلانے والے نانا۔ آغوش رحمت و محبت میں لے کر لوریاں سنانے والا نانا، ماتھے، رخسار اور لبوں کو چومنے والے نانا۔ اے میرے ناز اٹھانے والے نانا آج میرا حال دیکھئے۔ میں غمگین و پریشان اور اشک بار ہوں۔ اس لئے کہ آپ کا مقدس شہر چھوڑ رہا ہوں وہ شہر جو مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے لیکن میں کیا کروں میرا یہاں رہنا دشوار ہوگیا ہے میں جا رہا ہوں مجھے اجازت دیجئے اور ادھر روضہ اقدس میں نازوں سے پالنے والے نانا جان حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہوگی۔ یہ تصور دلوں کو پاش پاش کر دیتا ہے یہ دن کیسا دن تھا۔ سخت رنج و الم کا دن تھا۔ نواسۂ نبی جگر گوشۂ علی، نور دیدہ زہرا، سرور قلب حسن مجتبیٰ جا رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ شعبان ۶۰ ہجری میں مع اہل و عیال مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔

واقعہ نمبر (۶۲):

# مکہ مکرمہ میں

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شام کربلا" میں لکھتے ہیں کہ جب آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ: "اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ چلائے گا۔" (القصص: ۲۰)

آپ رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ پہنچنے کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے لگے اور زیارت کا شرف حاصل کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی میں تھے وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے جاتے۔ اہل مکہ کو تو آپ کے آنے کی بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے دیدار پرانوار سے اپنے دیدہ و دل کو روشن کرتے تھے۔

واقعہ نمبر (۶۳):

# مکہ معظمہ کی توہین نہ ہو

الحیات الخفی کی جلد نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۶۳ میں روایت ہے کہ اس تاریخ ۸ ذوالحجہ ۶۱ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہوئے طواف وسعی کے بعد اپنے حج کو عمرہ مفردہ کے ساتھ بدل کر محل ہو گئے تھے کیونکہ تکمیل حج نہ کر سکتے تھے اس لیے کہ یزید نے تیس آدمی حج کے بہانہ سے حاجیوں کے لباس میں بھیجے تھے اور ان کو حکم دیا کہ ہر حال میں موقع پا کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیں۔

چنانچہ اگر آپ مکہ معظمہ سے تشریف نہ لے جاتے تو اس میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ مکہ معظمہ کی اور بالخصوص بیت اللہ کی ہتک ہوتی ہے جسے آپ ہرگز پسند نہیں کر سکتے تھے کہ میری وجہ سے حرم خدا کی اور مکہ معظمہ کی توہین ہو آپ نے خود بھی فرمایا تھا کہ اگر میں مکہ معظمہ سے ایک بالشت باہر قتل کیا جاؤں تو یہ مجھے پسند ہے لیکن مکہ معظمہ میری وجہ سے رنگین ہو تو میں اس کو ہرگز پسند نہیں کر سکتا۔

واقعہ نمبر (۶۴):

# کوفیوں کا کچھ اعتبار نہیں

بلاشبہ مکہ معظمہ کے احباب و اصحاب نے آپ کے اس ارادہ پر آپ کو سفر عراق پر جانے سے منع کیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوفیوں کا کچھ اعتبار نہیں ان پر قطعاً اعتبار نہ کریں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کا ہاتھ آپ کے باپ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ کے بھائی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت میں تھا اس لیے آپ وہاں جانے کا ارادہ ترک کر دیں لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس بات کو بھی سن کر اپنے ارادہ پر قائم رہے۔

واقعہ نمبر (۶۵):

# میں مصمم ارادہ کر چکا ہوں

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رشتے سے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے چچا تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ سے نانا تھے اور سیدنا حسین سے عمر میں تقریباً نو سال بڑے تھے اور بزرگ بھی تھے۔ ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے بلایا اور آپ ان کے بلاوے پر وہاں جا رہے ہیں تو آپ نے فوراً خود آ کر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ سے تو بیان کرو آپ کوفہ جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں مصمم ارادہ کر چکا ہوں کیونکہ چچازاد بھائی مسلم بن عقیل نے مجھے خط لکھ دیا ہے اور کوفہ سے [illegible] کی جماعتیں اور درخواستیں آ چکی ہیں اور ان سے وعدہ کر چکا ہوں اب مجھے جانا چاہیے اور دوسرا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں خاص حکم فرمایا ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ وَاَنَا مَاضٍ فِيْهِ

میں اس حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اچھا تو میری ایک بات تو مان لو وہ یہ کہ اپنے ہمراہ بیوی، بچوں اور خاندان کو نہ لے جاؤ مجھے خطرہ ہے کہ آپ قتل نہ ہو جائیں اور جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیوی بچے ان کو دیکھتے دیکھتے رہ گئے کہ وہ ان کے سامنے شہید کر دیئے گئے۔ یہ عظیم صدمہ خواتین اور بچے نہیں دیکھ سکیں گے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندگی کے آخری لمحات میں میں

چاہتا ہوں کہ سب میرے ساتھ ہوں ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا جب تک میں شہید نہ ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے کہ میرے بچے اور خاندان والے بھی اس ابتلا میں مبتلا ہوں۔

اس گفتگو کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی سن رہی تھیں آپ نے فرمایا اے بزرگوار! بے شک آپ درست فرما رہے ہیں اور قلبی احترام رکھتے ہیں۔ لیکن میں اپنے بھائی کو ایسے موقع پر اپنے سے جدا نہیں ہونے دوں گی اگر یہ جائیں گے تو زینب رضی اللہ عنہا بھی ضرور جائے گی اس لیے کہ بھائی کو تنہا نہیں جانے دیا جائے گا۔ حضرت نے فرمایا یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہ اس سفر کو ترک نہیں کریں گے تو آپ کس طرح رک سکتی ہیں۔

واقعہ نمبر (۹۶):

# مکھی پر مسئلہ چھیڑنا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عمر میں تقریباً سولہ سال بڑے تھے ان کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بھی بڑی کوشش کی کہ آپ نہ جائیں۔ کوفی دغاباز ہیں لیکن ان کو بھی اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی۔ واقعہ کربلا کے بعد ایک مرتبہ ایک عراقی نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ حالتِ احرام میں مکھی کا مارنا جائز ہے یا کہ ناجائز۔ تو آپ نے فرمایا اے اہل عراق تمہیں مکھی کی جان کا تو خیال آیا مگر تم کو نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے خاندان کی جانوں کا خیال نہ آیا تم وہی تو ہو جو آج مکھی پر مسئلہ چھیڑ رہے ہو۔

واقعہ نمبر (۶۷):

# مکہ معظمہ سے روانگی سے قبل خطبہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں اپنی روانگی سے قبل جو خطبہ حاضرین کے سامنے دیا اس کا مضمون یہ تھا۔

ترجمہ: "موت فرزندانِ آدم (علیہ السلام) کے لیے اس طرح لازم اور باعث (زینت) ہے جس طرح نوجوان عورت کے گلو کے لیے قلادہ (ہار) مجھے اپنے بزرگوں کے دیدار کا کس قدر سخت اشتیاق ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام دیدار یوسف علیہ السلام کے مشتاق تھے میرے لیے ایک مقتل تیار کیا گیا ہے جسے میں ضرور دیکھوں گا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگل کے بھیڑیئے (فوج یزید کے بھیڑیئے بصورت سپاہی) میرے جوڑوں کو جدا کر رہے ہیں اور مجھ سے (اپنی آرزوں، تمناؤں کے) شکم پُر کر رہے ہیں۔ اس دن سے نکلنے کے لئے کوئی چارہ نہیں جو قلم قضا سے لکھ دیا گیا ہے۔ ہم اہل بیت خدا کی رضا مندی پر راضی ہیں ہم اس کی آزمائش مصیبت و بلا پر صبر کریں

گے اور وہ ہمیں اجر و ثواب عطا فرمائے گا رسول اللہ ﷺ میرے جدِ امجد سے ان کے پارہ ہائے گوشت دور نہیں ہوں گے (بلکہ) بہشت عنبر سرشت میں وہ سب ان کے پاس جمع ہوں گے اور ان کی وجہ سے میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ خدا ان سے کئے ہوئے وعدے پورے فرمائے گا جو ہمارے بارے میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے اور ملاقاتِ حق کے لیے اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہے وہ ہمارے ہمراہ چلے میں کل انشاء اللہ روانہ ہو رہا ہوں۔"

واقعہ نمبر (۶۸):

# مکہ معظمہ سے روانگی

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے مذکورہ خطبہ جلیل سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے اور حادثہ بلا کا خونی منظر سامنے آجاتا ہے۔سیدنا امام عالی مقام اسی روز اپنے اہل بیت کے علاوہ اور موالی و خدام اور احباب جن کی کل تعداد دو سو کے قریب تھی اپنے ہمراہ لے کر سفر عراق کو روانہ ہوئے مکہ معظمہ بیت الحرام سے اہل بیت رسالت کا یہ چھوٹا سا قافلہ روانہ ہوتا ہے تو ان کی جدائی نے باشندگان مکہ کو مغموم و آبدیدہ کر دیا مگر وہ جانبازوں کے امیر لشکر اور رفداکاروں کے قافلہ کے سالار ہمت مردانہ کے ساتھ اہل مکہ اور حرم خدا کو الوداع الوداع کہتے ہوئے زبان اطہر سے قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہیں۔

ترجمہ: "تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔"

جب مکہ معظمہ سے باہر نکلے تو مدینہ طیبہ یاد آگیا اور مدینہ کی طرف منہ کر کے امیر قافلہ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو کر فرماتے ہیں۔

"اے نانا جان! آپ کا نواسہ اس قابل نہیں چھوڑا گیا کہ اب مکہ سے جاتے ہوئے روضہ اطہر پر حاضری دے سکے اب میری طرف سے دور سے ہی آخری سلام ہو۔"

واقعہ نمبر (۶۹):

# آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی کوشش

ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمر بن عثمان کو بلایا وہ چھوٹے تھے اور انہیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا۔ یہ دونوں حضرات اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عمر بن عثمان نے پیغام دیا کہ آپ کو ولید نے بلایا ہے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ولید کے بیٹھنے کا وقت نہیں ہے اس وقت بلانے کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا ہے اور ہمیں اس وقت بیعت کے لئے کہا جا رہا ہے اور ابھی لوگوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کا کسی کو علم بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ بات پھیل جائے ہمیں بیعت کے لئے پابند کیا جا رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے اب ہمارا آئندہ کا کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے؟ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابھی اپنے خاندان کے لوگوں کو اکٹھا کرتا ہوں اور ان کو ساتھ چلنے کا کہتا ہوں۔ ان لوگوں کو ہم دروازے پر کھڑا کریں گے اور میں اندر جاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آپ رضی اللہ عنہ کی جان جانے کا خطرہ ہے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سوچ سمجھ کر جاؤں گا۔ بعدازاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بنی ہاشم کے جوانوں کو ساتھ لیا اور ولید کے دروازے پر پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان جوانوں سے کہا کہ تم سب لوگ دروازے پر کھڑے رہو میں اکیلا اندر جاؤں گا' اگر ولید کی آواز بلند ہوئی تو تم سب لوگ اندر چلے آنا ورنہ واپسی تک میرا انتظار کرنا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے۔ ولید اور مروان آج ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بیٹھے دیکھا تو فرمایا کہ صلح لڑائی سے بہتر ہے اور اتفاق بڑی اچھی چیز ہے اللہ تم دونوں کے تعلقات کو بہتر بنائے۔ ان دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو ولید نے یزید کا خط پڑھ کر سنایا اور کہا کہ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا کہ ہم اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تم لوگوں کو اس مصیبت میں صبر عطا فرمائے۔

ولید نے کہا کہ مجھے یزید نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت لوں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیعت تو اعلانیہ ہوتی ہے یہ خفیہ بیعت کیوں؟ تم لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا اعلان کر دو اور لوگوں سے اعلانیہ بیعت لو پھر مجھ سے مطالبہ کرنا۔ ولید سمجھتا تھا کہ شاید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فوراً انکار کر دیں گے لیکن وہ آپ رضی اللہ عنہ کا نرم لہجہ دیکھ کر ششدر رہ گیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس جواب کو ہی کافی سمجھا۔

مروان جو بیٹھا یہ سب گفتگو سن رہا تھا اس سے خاموش نہ بیٹھا گیا وہ ولید سے الجھ پڑا کہ اگر یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بیعت نہ ہو سکے گی اس لئے تم انہیں گرفتار

کرلو۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری یہ جرأت نہیں کہ تم مجھے گرفتار کر سکو۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے۔ ولید نے مروان سے کہا کہ تم چاہتے ہو میں اتنی سی بات پر ان کا خون بہا دوں۔ جو شخص ان کا خون بہائے گا وہ بروزِ محشر اس کا قصاص ادا کرے گا۔ مروان نے جب ولید کی بات سنی تو طیش میں آ گیا اور کہا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ بعدازاں مروان نے یزید کے ایسے کان بھرے کہ اس نے ولید کو مدینہ منورہ کی گورنری سے ہٹا دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس ملاقات کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے گھر واپس آ کر اپنے بھائی حضرت محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جو اس دور کے نابغہ روزگار عالم دین تھے۔

حضرت محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے انکار کر دیں اور کسی دوسری جگہ جا کر اپنے حامیوں کے ذریعے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دیں۔ اگر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کا انکار بھی کر دیا تو اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ کمی نہ آئے گی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ کسی ایسی جگہ گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے حامی موجود ہیں تو پھر مجھے اندیشہ ہے کہ اختلاف پیدا ہو جائے گا اور بات خون خرابے تک جا پہنچے گی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی بات مان لی اور فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے کہ مدینہ منورہ میں رہنا اب درست نہیں کیونکہ میرے انکار سے یزید مشتعل ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ مدینہ منورہ خون سے رنگین ہو۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس رات ریاض الجنہ میں تشریف لے گئے اور

واقعہ نمبر (70):

# کوفہ کے عمائدین کی خط و کتابت

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمائدین کوفہ کے خط پر خط اور پیام پر پیام پہنچنے لگے کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ کوفیوں کی طرف سے پیغامات موصول نہ ہوئے ہوں کوفیوں کو جب اپنے خطوط و پیغامات کے تسلی بخش جوابات موصول نہ ہوئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وفود بھیجنا شروع کر دیئے ان وفود میں عراق کے مشہور لوگ شامل ہوتے تھے اور وہ تین امور پر زور دیتے تھے ایک یہ کہ یزید کی ہرگز بیعت نہ کی جائے دوسرے یہ کہ کوفہ تشریف لائیے اور خلافت کی بیعت لیجئے۔ تیسرے یہ کہ ہم لوگ مرتے دم تک وفاداری اور جانثاری کی روش پر قائم رہیں گے۔ ہمارے سامنے یزید کی طاقت کچھ بھی نہیں۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ حجاز اور عراق آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونگے اور صرف ایک شام آپ رضی اللہ عنہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

یہ دعوے بڑے بڑے بارسوخ اور عمائدین کی طرف سے کیے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر وہ لوگ صدق دل اور پختگی کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے تو یزید کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ' یزید کو نااہل غیر مستحق اور فاسق تو سمجھتے ہی تھے اور اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ یزید کا اقتدار سے عزل فرض کفایہ ہے اس لیے ان کو فوری طور پر اس بھرپور حمایت پر کوفیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کوفہ جانے کا فیصلہ

کر لینا چاہیے تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ان کوفیوں کی متلون مزاجی کو اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے اور گذشتہ حالات آپ رضی اللہ عنہ کے پیش نظر تھے کہ ان کوفیوں نے جس طرح آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے وفا کے جو عہد و پیمان باندھے تھے وہ ان پر پورا نہ اترے تھے۔

مکہ مکرمہ میں لواحقین نے بھی احتیاط سے کام لینے پر زور دیا تھا اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ حالات کا جائزہ لینے کے لیے پہلے اپنا ایک نمائندہ کوفہ بھیجا جائے اور پھر نگاہِ انتخاب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر پڑی جو آپ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔

جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا پرتپاک استقبال کیا اور چند دنوں کے اندر اٹھارہ ہزار سے زیادہ لوگوں نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور سارے حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

روایات کے مطابق حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے اور مختار بن عبید ثقفی کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ کوفہ والے تو بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوگ بیعت کے لیے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنے لگے۔ دو روز کے اندر اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی بیعت کر لی اور ان میں ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود تھے۔

واقعہ نمبر (71):

# کوفہ کے گورنر کی برطرفی

کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ایک نیک فطرت بزرگ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ کوفہ والوں کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کر رہے تھے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور عزت افزائی پر خاموش تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ صلح جو اور حلیم الطبع بزرگ تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی عملی قدم نہ اٹھایا۔ جب دمشق میں یہ خبریں پہنچیں تو یزید کی پریشانی کی انتہاء نہ رہی اس نے فوری طور پر اپنے مشیروں کا اجلاس طلب کیا اور فوری طور پر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو برطرف کر دیا گیا۔ عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دو یا کوفہ سے نکال دو۔

ابن زیاد جو کہ بصرہ میں موجود تھا اپنے سترہ سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ بصرہ سے روانہ ہونے کے بعد اس نے وہ راستہ چھوڑ دیا جو بصرہ سے کوفہ کو جاتا تھا وہ راستہ اختیار کر لیا جو مکہ مکرمہ سے کوفہ کو جاتا تھا اس فیصلہ کے پیچھے اس کی گہری منصوبہ بندی اور شیطانیت کارفرما تھی۔ اسے علم ہو چکا تھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ پہنچنے کی دعوت دی جا چکی ہے اور کوفہ والے شدت سے ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے کوفہ والوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی

جس میں اس کو کامیابی حاصل ہوئی۔ جب وہ کوفہ کے قریب پہنچا تو ایک جگہ رک کر شام کا انتظار کرنے لگا۔ جب اندھیرا چھا گیا اور اچھی طرح انسان کی پہچان نہ ہو سکتی تھی۔ تو اپنے لشکر کو چھوڑ کر چند قابل اعتماد ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اس نے اپنے چہرے کو نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا تا کہ لوگ اس کو پہچان نہ سکیں۔

کوفہ کے لوگ اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے وہ سمجھے کہ شاید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے نعرے بلند کئے اور ابن زیاد مکارانہ انداز میں گورنر ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے مگر اس نے اس وقت لوگوں کو مخاطب نہ کیا۔ گورنر ہاؤس پہنچنے کے بعد اس نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ کئی لوگ سمجھ گئے کہ یہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ ابن زیاد چونکہ حالات پر جلد قابو پانا چاہتا تھا اس لئے اس نے پہلے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزولی کے احکامات سنائے اور پھر جامع مسجد میں پہنچ کر اہل کوفہ کے سامنے نہایت زبردست تقریر کی:

"امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا حاکم مقرر کیا ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مظلوموں سے انصاف، فرمانبرداروں پر احسان اور غداروں اور نافرمانوں پر سختی کروں، میں یہ حکم بجا لاؤں گا۔ دوستوں سے میرا سلوک مشفق اور مہربان باپ جیسا ہوگا لیکن جو شخص میرے احکام سے سرتابی کرے گا اسے تلوار کی دھار اور کوڑے کی مار کا مزہ چکھاؤں گا اس لیے ہر شخص کو خود اپنی جان پر رحم کرنا چاہئے۔"

اس تقریر کا کوفہ کے لوگوں پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ کوفہ والے مخلص نہ تھے اس لیے بزدل بھی تھے۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے اور ابن زیاد کے ساتھ گنتی

کے چند افراد تھے۔وہ اگر بزدلی نہ دکھاتے تو تقریر کے دوران ہی اس کی تکا بوٹی کر دیتے لیکن تقریر سن کر ان میں سے اکثر کے پسینے چھوٹنے لگے تھے۔ابن زیاد اس تقریر کے بعد گورنر ہاؤس چلا گیا اور اپنے ساتھ لائے ہوئے لوگوں کو بھی خفیہ میٹنگ کے لئے بلا لیا۔

واقعہ نمبر (۴۲):

# حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش

ابن زیاد کے گورنر بننے اور کوفیوں کے دغا دینے کی خبر سننے کے بعد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ کے ایک سردار ہانی بن عروہ کے گھر منتقل ہو گئے جو کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانثاروں میں سے تھے۔ ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش کے لئے اپنے جاسوس شہر میں پھیلا دیئے۔

ابن زیاد کے جاسوس شہر بھر میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے رہے مگر ناکام رہے۔ اس دوران ابن زیاد ایک روز خود ہانی بن عروہ کے گھر پہنچ گیا۔ ابن زیاد کو ہانی بن عروہ پر شک گزرا اور اس نے اپنے جاسوسوں کو اس کے گھر کی نگرانی پر مامور کر دیا۔ ابن زیاد کے ایک جاسوس نے ہانی بن عروہ کے گھر کے ایک بزرگ کو اپنی باتوں میں پھنسا لیا اور اس سے کہا کہ میں دلی خواہش کے ساتھ یہاں پہنچا ہوں اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کسی داعی کی خدمت میں تین ہزار دینار جو میری ملکیت ہیں پیش کر کے ثواب حاصل کروں۔

وہ بزرگ اس جاسوس کی باتوں میں آ گئے اور اسے لے کر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ وہ شاطر جاسوس حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے

قدموں سے لپٹ گیا اور آنسو بہانا شروع ہو گیا۔ پھر اس نے ابن زیاد کو مخبری کی کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہانی بن عروہ کے گھر ہیں۔ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو طلب کیا اور ان سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ ہانی بن عروہ نے کہا کہ وہ میرے مہمان ہیں میں تمہارے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔ ابن زیاد غصہ میں آ گیا اور اس نے انہیں قید میں ڈلوا دیا۔

پھر ابن زیاد نے کوفہ کے دیگر قبائل کے سرداروں کو اپنے ہاں مدعو کیا اور جب وہ پہنچے تو اس نے قلعہ کے دروازے بند کروا دیئے۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو جب خبر پہنچی تو وہ ان اٹھارہ ہزار جوانوں کو لے کر جو بیعت کر چکے تھے گورنر ہاؤس پہنچے۔ ابن زیاد نے ایک اور چال کھیلی اور اس نے ان تمام سرداروں کو کہا کہ وہ اپنے اپنے قبائلیوں کو حکم دیں کہ وہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیں ورنہ ان کے سر قلم کر دوں گا۔ ان سرداروں نے اپنے اپنے قبائلیوں کو حکم دیا اور وہ جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حق کے لئے اپنی گردنیں کٹوانے کو تیار تھے انہوں نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ والوں کی غداری دیکھی تو پریشانی کے عالم میں ایک طرف چل دیئے۔ اس دوران ایک ضعیفہ کے پاس سے آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پانی طلب کیا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو پانی پلایا اور کہنے لگی کہ سارا کوفہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے آپ رضی اللہ عنہ میرے گھر میں رہیں میں آپ رضی اللہ عنہ کو باہر نہ جانے دوں گی۔ میرا بیٹا بھی جاسوس ہے اور آپ رضی اللہ عنہ فی الوقت میرے گھر کے تہہ خانے میں چھپ جائیں۔

واقعہ نمبر (43):

# حضرت مسلم بن عقیل کی گرفتاری وشہادت

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اس ضعیفہ کے گھر چھپ گئے۔ اس دوران اس کا بیٹا گھر آیا اور شک پڑنے پر اس نے ابن زیاد کو آپ رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی سربراہی میں ستر جوانوں کا ایک دستہ روانہ کیا اور وہ اس گھر پر حملہ آور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو اس ضعیفہ کو ابن زیاد کے انتقام سے بچانے کے لئے گھر سے باہر آ گئے۔ گھر سے باہر آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا محمد بن اشعث اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ محمد بن اشعث نے پناہ کا وعدہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا جہاں ابن زیاد نے آپ رضی اللہ عنہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن اشعث کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہوئے کہا کہ تم اپنا وعدہ نہ کر سکے اب تم میری ایک بات مان لو اور میرے بھائی حسین (رضی اللہ عنہ) کو خط لکھ کر کوفہ کے حالات سے آگاہ کر دو۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے دونوں معصوم بچوں کو جنہیں وہ اپنے ہمراہ کوفہ لائے تھے اور وہ قاضی شریح کے ہاں مقیم تھے انہیں بھی شہید کر دیا گیا۔

واقعہ نمبر (۴۷):

# آپ رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی کا علم جب عزیزوں، رشتہ داروں کو ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوفہ والے اگر آپ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں تو وہ یہاں آ کر آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہاں رہ کر اپنی خلافت کا اعلان کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں خون ریزی نہیں چاہتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر عراق والے آپ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں تو پہلے وہ ملک شام پر قبضہ کریں۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو ناحق لڑائی میں جھونکنا چاہتے ہیں اور وہی سلوک آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار اور بھائی سے کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور قریباً چار ماہ مکہ مکرمہ میں قیام کے بعد کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے رخصتی کے وقت ذیل کا خطبہ دیا:

> ''موت اولادِ آدم علیہ السلام کے لئے لازم ہے اور یہ مومن کے لئے باعث زینت ہے جس طرح عورت کے گلے میں ہار۔ مجھے اپنے بزرگوں سے ملنے کا شوق ہے اور یہ شوق حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح ہے جس طرح وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے

کے مشتاق تھے۔ میرے لئے مقتل تیار کیا گیا ہے جسے میں
دیکھوں گا اور اب بھی دیکھ رہا ہوں' جنگل کے بھیڑیئے مجھے چیر
رہے ہیں اور مجھ سے اپنے شکم بھر رہے ہیں۔ جو بات لوحِ محفوظ
میں لکھ دی گئی ہے اس سے کوئی نہیں بچ سکتا' ہم اہل بیت بھی
اللہ عزوجل کی رضا میں راضی ہیں اور اس آزمائش پر صبر کرنے
والے ہیں۔ وہ یقیناً ہمیں اس کی جزا عطا فرمائے گا۔ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی آل دور نہیں ہوگی اور ہم جلد جنت میں
ملنے والے ہیں۔ جو ہمارے لئے اپنی جان قربان کرے گا وہ
اپنے نفس کو حق سے ملنے پر آمادہ کر چکا ہے۔"

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ روانگی کی خبر جب ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے جاسوسی کا نظام سخت کر دیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہمدردی رکھنے والوں کو قید اور مارنا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ جب صفاح کے مقام پر پہنچا تو وہاں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات عرب کے مشہور شاعر فروزق سے ہوئی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جب ثعلبہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جانب سے ایک گھڑسوار کو آتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے روک کر کوفہ کے حالات دریافت کئے تو اس نے عرض کیا کہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا اور اس نے یزید کے مخالفین پر کوفہ کی سرزمین کو تنگ کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ' ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر مقیم تھے انہیں بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے جتنے بھی حامی تھے وہ بھی سب شہید کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر دیگر لوگوں کو سنائی تو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حمیدہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس قافلے میں شامل تھیں وہ رو پڑیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ ان ظالموں سے بدلہ لے گا اور انہیں جہنم واصل کرے گا۔ میرے بھائی مسلم (رضی اللہ عنہ) کے ذمہ جو فرض تھا وہ انہوں نے بخوبی نبھا دیا اب جو کچھ ہے وہ ہمارے ذمہ ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی بیوہ اور دیگر بچوں کو بھی تسلی دی۔

جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ زبالہ کے مقام پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ عبداللہ بن لقطیر رضی اللہ عنہ جو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے انہیں بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ابن زیاد نے کوفہ کی جانب جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کروا دی اور اپنے جاسوس چھوڑ دیئے تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چل سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب ابن زیاد کے ان اقدامات کی اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے مشیت الٰہی سمجھ کر قبول کیا اور منزل بہ منزل سفر طے کرتے ہوئے کوفہ کی جانب سفر رواں دواں رکھا۔

جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ سُرات پہنچا تو حر ابن ریاحی ایک ہزار لشکر کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آیا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر سکے۔ جب سُرات کے صحرا میں حر ابن ریاحی اور اس کے لشکری پیاس سے برے حال داخل ہوئے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ انہیں پانی پلاؤ۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس ریگستانی علاقے میں حر ابن ریاحی اور اس کے لشکریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں از خود تمہاری جانب نہیں آیا بلکہ تم نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہماری راہنمائی فرمائیں۔ اب جب میں آ گیا تو تمہیں میرا آنا ناگوار گزرا ہے میں اپنی منزل کی جانب واپس لوٹ جاتا ہوں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کو سن کر حر ابن ریاحی اور اس کے لشکر نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز کی امامت فرمائی اور حر ابن ریاحی اور اس کے لشکریوں نے نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے اور حر ابن ریاحی کا لشکر اپنے خیموں میں لوٹ گیا۔ پھر نمازِ عصر کا وقت ہوا اور اذانِ عصر کے بعد حر ابن ریاحی کے لشکر نے ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ عصر ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ دیا:

"اے لوگو! اگر تمہیں اللہ کا کچھ خوف ہے تو پھر حق کو پہچانو' یہ بات اللہ کی خوشنودی کے لئے ہے۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی نظام کی بدولت ان لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جو اپنے دعویٰ میں غلط ہیں اور ظالم ہیں۔ تم لوگوں نے اپنے خطوط اور قاصدوں کے ذریعے اپنا ارادہ ظاہر کیا اگر اس سب کے مخالف ہو تو پھر میں لوٹ جاتا ہوں۔"

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن کر حر ابن ریاحی نے عرض کیا کہ مجھے ان خطوط کی بابت کچھ علم نہیں ہے۔ پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ اور بصرہ کے عمائدین کے خطوط منگوا کر اسے دکھائے۔ حر ابن ریاحی نے عرض کیا کہ میں ابن زیاد کے حکم پر کہ قافلہ والوں کو پکڑ کر میرے سامنے لایا جائے اس کا پابند ہوں۔ میرے لشکر نے ابھی تک آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی زیادتی نہیں کی میری درخواست ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ چلیں یا پھر کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس راستے کی بابت دریافت کیا تو حر ابن ریاحی نے آپ رضی اللہ عنہ کو شام کے راستے پر ڈال دیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام

حسین رضی اللہ عنہ عُمرات جو کہ قادسیہ کے نزدیک تھا اور وہاں سے کوفہ نزدیک تھا کی بجائے کربلا کی جانب چل دیئے جہاں سے کوفہ کا فاصلہ قدرے دور تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ قافلہ سفر کرتا ہوا منزل در منزل نینوا پہنچا۔ نینوا دریائے فرات کے کنارے آباد ہے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ دریائے فرات سے قدرے دور کربلا کے لق و دق صحرا میں قیام پذیر ہوں۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر قافلے والے کربلا کے میدان میں خیمہ زن ہوئے جہاں دریائے فرات اور ان کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا۔

واقعہ نمبر (۷۵):

# حر کے لشکر کی آمد

عین دو پہر کے وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آ رہا ہے' آپ سمجھ گئے کہ یہ ابن زیاد کا کوئی لشکر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: بہتر یہ ہے کہ ہم پہاڑ کے دامن میں خیمہ زن ہوں تا کہ ہمیں صرف ایک طرف سے دشمن کا مقابلہ کرنا پڑے۔ زہیر بن قیس نے کہا کہ آپ کی رائے بالکل درست ہے' ہمارے قریب ہی بائیں جانب جبل ذی حسم ہے ہم جلدی سے اس کے دامن میں پہنچ کر ڈیرے ڈال لیں ورنہ دشمن وہاں پہنچ گیا تو جو فائدہ ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اسے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو جلد از جلد کوچ کرنے اور جبل ذی حسم پر پہنچ کر ڈیرے ڈالنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کا قافلہ جبل ذی حسم پہنچ گیا۔ جو لشکر آپ کو دکھائی دیا تھا وہ حر بن یزید تمیمی کا تھا۔

ہزار سواروں کا رسالہ لیے ہوئے حر اس جلتی دو پہر میں آپ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ دیکھا اور آپ کے انصار عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے خادموں کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دو۔ اور گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ خدام اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسالہ کے سواروں کو پانی پلا پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر کاسے سے طشت بھر بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے گئے۔ گھوڑا جب تین یا چار یا پانچ دفعہ پانی

میں منہ ڈال چکتا تھا تو ظرف کو ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے اسی طرح سب گھوڑوں کو پانی پلایا۔ (تاریخ طبری جلد چہارم ۱۸۶)

حر کے سپاہیوں نے کچھ دیر آرام کیا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حجاج بن مسروف جعفی کو اذان کا حکم دیا۔ اذان کے بعد آپ لشکر حر کے سامنے تشریف لائے اور حمد وثنا کے بعد حر اور اس کی فوج کو مخاطب ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اور تمہارے سامنے اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ تمہارے خطوط میرے پاس نہیں آ گئے کہ آپ ہماری طرف آئیے۔ ہمارا کوئی امام نہیں ہے شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہم لوگوں کو ہدایت پر جمع فرما دیے۔ اب اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم ہو تو میں آ ہی گیا ہوں اگر تم عہد و پیمان کر کے مجھے پورا اطمینان دلا دو تو میں تمہارے شہر چلوں اور اگر تم ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

واقعہ نمبر (۷۶):

# حر کی جانثاری

اسی اثناء میں ابن زیاد کا غلام سالم گھوڑا دوڑاتا ہوا میدان میں آن پہنچا۔ تلوار لہرائی اور شہزادۂ دوعالم کو جنگ کے لئے للکارا۔ سیدہ کا لال اٹھا مگر حضرتِ حُر نے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کی آقا! غلام کے ہوتے ہوئے آقا میدان میں نہیں جا سکتا۔ مظلوم کربلا نے فرمایا حُر! یہ تو ٹھیک ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی اپنی جان گنوائے۔ حُر نے پھر عرض کی یا حسین رضی اللہ عنہ! مجھے اپنی جان پیاری نہیں۔ ایمان پیارا ہے اور زندگی عزیز نہیں دین عزیز ہے اور اگر دین و ایمان کی خاطر یہ جان جاتی ہے تو جائے اور اگر ناموسِ اہل بیت کی حفاظت کے لئے موت آتی ہے تو آئے یا سیدی! دشمن جنگ کے لئے للکار رہا ہے اجازت دیجیے اب۔

یہ سن کر امام عالی مقام نے اجازت دے دی اور فرمایا حُر! جاؤ خدا تمہاری یہ قربانی قبول فرمائے اور پہلے تو تمہارا نام حُر ہے اور جاؤ اب تم دوزخ کی آگ سے بھی آزاد ہو جاؤ گے۔

یہ خوشخبری لے کر حُر شوقِ شہادت کے نشے میں جھومتا ہوا آگے نکلا اور عمرو بن سعد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے دُنیا کے ذلیل انسان! اب میں وہ حُر نہیں ہوں جو اہلِ بیت کو گھیر کر یہاں لایا تھا۔ بلکہ اب میں راہِ حق و صداقت میں قربان ہونے والا حُر ہوں دین و ایمان کی خاطر جان دینے والا حر ہوں اور امام برحق کے قدموں

میں نثار ہونے والا حُر ہوں اور جہنم کی آگ سے آزاد ہو جانے والا حُر ہوں۔

کوفیوں کو مخاطب کر کے کہا اور اے بد فطرت کوفیو! تم نے نواسۂ رسول ﷺ کو اپنا مذہبی پیشوا بنانے کے لئے بلایا۔ اپنے دین کا امام تسلیم کیا اور جب وہ تمہارے وعدوں پر اعتبار کر کے اور تمہاری قسموں پر یقین کر کے آ گئے تو اب مجبور کرتے ہو کہ وہ ایک فاسق و فاجر کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کر لیں اب ان کو کہتے ہو کہ وہ ایک بے دین کو اپنا امام بنا لیں اور اب ان کو تنگ کرتے ہو کہ وہ ایک عیاش و بدقماش کو حاکم مان لیں، حالانکہ مذہب ان کے گھر کا ہے دین ان کے گھر کا ہے۔

خبردار! اب بھی وقت ہے آنکھیں کھولو اور امام حسین کے چہرے پر حسنِ مصطفیٰ ﷺ کے جلوے دیکھو۔ حق کا ساتھ دے کر جنت کا سودا کرو آگے بڑھو اور اس حق کے امام کے دامن کو پکڑ لو۔ خدا تمہیں معاف کر دے گا ورنہ دوزخ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس حقیقت افروز تقریر نے عمرو بن سعد اور کوفیوں کے دل ہلا دیئے کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی اور جواب دیتے بھی کیا وہ تو جھوٹے تھے، بے وفا تھے اور دغا باز تھے لیکن عمرو بن سعد پکارا۔ ساتھیو! دیکھتے کیا ہو اُٹھو اور نمک حرام کا منہ بند کر دو۔ چنانچہ سالم آگے بڑھا اور پھر ایک تیر سرسراتا ہوا حُر کے کانوں کے قریب سے گزر گیا۔ حُر جوش میں آ گیا اور للکارا کہ او ابن زیاد کے غلام میرا اور تیرا کوئی مقابلہ نہیں تو ابن زیاد کا غلام ہے اور میری ماں نے میرا نام حُر ( آزاد ) رکھا ہے اور میں پہلے بھی دُنیا کے غم و فکر سے آزاد تھا اور اب تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال نے مجھے جہنم کی آگ سے بھی آزاد کر دیا ہے۔ تو ابن زیاد کا غلام ہے، عمرو بن سعد کا غلام ہے اور یزید کا غلام ہے اور میں اب محمد ﷺ کا غلام ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں، جا اور عمرو بن سعد سے کہہ دے کہ وہ خود مقابلے میں آئے اور میری

تلوار کی کاٹ دیکھے۔ دشمن نے آواز دی یہ ٹھیک ہے کہ میں غلام ہوں مگر بہادر ہوں آگے آ اور میری شمشیر کے جوہر دیکھ۔

حُر نے جوش میں آ کر گھوڑا آگے بڑھایا اور ہوا کی طرح سالم کے سر پہ پہنچا تلوار بجلی کی طرح چمکی اور پھر سالم کی لاش زمین پر تڑپنے لگی۔ عمرو بن سعد اس ناکامی کو دیکھ کر پکار اُٹھا کہ اے یزید اور ابن زیاد کے نمک خوارو تم میں سے کون بہادر ہے جو حُر کو قتل کرے اور یزید کے دربار سے سونے اور چاندی کے خزانے حاصل کرے۔ اس لالچ نے حصین بن نمیر کو اندھا کر دیا اور وہ بڑے تکبر اور غرور سے تلوار ہوا میں لہراتا ہوا مقابلے میں آیا لیکن وہ ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ حُر نے اس کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر شوقِ شہادت میں خود ہی یزیدی لشکر میں گھس گیا کہ کسی طرح عمرو بن سعد کو قتل کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں یزیدی لشکر میں ہل چل مچ گئی اور حُر کے ایک ایک حملے سے کئی کئی یزیدی گرتے تھے اور پھر دشمنوں نے یکبارگی مل کر حملہ کیا تیروں کی بارش اور تلواروں کی بوچھاڑ سے حُر زخموں پر زخم کھا رہا تھا۔ مگر لڑتا جا رہا تھا۔ آخر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عمرو بن سعد پکارا حسین رضی اللہ عنہ! اپنے نئے غلام کی لاش لے جاؤ۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حُر کے پاس گئے اور فرمایا مرحبا! حُر نے آنکھیں کھولیں اور پھر آخری بار اپنے آقا کو دیکھا اور قدموں میں جان دے دی۔ وما توفیقی الا باللہ

واقعہ نمبر ۷۷:

# یزیدی سالاروں کا پینترا بدلنا

یزیدی لشکر نے جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو ان میں سے بیشتر لوگ جو شامی تھے وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے اور کوفیوں کی بھی بڑی تعداد گریہ و زاری کرتی ہوئی میدانِ جنگ سے واپس لوٹ گئی۔ بختری بن ربیعہ، شیث بن ربعی اور شمر ذی الجوشن نے جب دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خطاب نے ان کے ساتھیوں کے اذہان و قلوب پر اثر کیا ہے تو انہوں نے پینترا بدلا اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

> ''ہم آپ رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں فیصلہ کرے گا اور اگر آپ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن زیاد کی موجودگی میں یزید کی بیعت کر لی تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں گے۔''

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۴۶۶ تا ۴۶۷)

واقعہ نمبر (78):

# آخری اور خونی قیام

اس چٹیل ریگستانی میدان میں قافلہ اہل بیت نبوت اور ان کے اصحاب کو روکنا تھا کہ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا ہم یہاں ہی رک جاتے ہیں اتنا تو بتاؤ کہ اس ہولناک میدان کا کیا نام ہے۔ جواب دیا گیا اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں یعنی مصیبتوں اور تکلیفوں والا میدان یا جگہ۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے میرے اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس کرب و بلا سے۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنے احباب اور خاندان کو حکم فرمایا یہی وہ ہماری جگہ ہے جہاں ہم نے لنگر ڈالنے ہیں اور ہمارے خون بہائے جانے ہیں اور یہی ہماری قبروں کے محل ہیں اور یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق میرے جد تاجدار آقا سید الابرار سرکار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔"

یہاں خیمے نصیب کر لیے گئے اور آلِ رسول کے بڑوں اور چھوٹوں نے اپنی قیام گاہ کر لی اور رفقاء و احباب حسینی نے اپنے اپنے ٹھکانے بنا لئے۔ حر ابن ریاحی نے جب ان کو یہاں ٹھہرا لیا اور آگے نہ جانے دیا تو پھر اس کی اطلاع عبید اللہ ابن زیاد اور سپہ سالار فوج عمرو ابن سعد کو کر دی گئی کہ ہم نے نواسۂ رسول اور ان کے خاندان اور احباب کو اس جگہ پر گھیر لیا ہے انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آگے چلنے دو لیکن ہم نے ان کو نہیں جانے دیا۔

واقعہ نمبر (۷۹):

# آپ رضی اللہ عنہ کا خطبہ میدانِ کربلا میں

بمطابق اکتوبر، محرم الحرام کی دوسری تاریخ ۶۱ ہجری کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں خیمے نصب فرمانے کے بعد سب سے پہلے اپنے اہل بیت و رفقاء واحباب کو جو خطبہ اور نصیحتیں فرمائیں اس کا مضمون کچھ اس طرح سے تھا۔

سب سے پہلے آپ نے اپنی اولاد اور بھائیوں اور تمام اہل بیت کو جمع کیا اور کچھ دیر تک ان کی طرف دیکھتے رہے اور رو پڑے اور بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کیا: "اے اللہ! ہم تیرے نبی کی عترت ہیں اور ہم کو زبردستی آقا جد نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر اور حرم سے دور کیا گیا اور ہم پر ظلم وستم کیا گیا ہے تو ہمارے حق کو پورا فرما اور ظالموں پر فتح ونصرت عطا فرما۔ عام لوگ دنیا کے بندے ہیں اور انہوں نے دین کو مذاق بنایا ہوا ہے اور وہ دین میں ظاہری طور پر اس وقت تک رہتے ہیں جب تک ان کی مالی حالت بہتر رہتی ہے لیکن جب کسی آزمائش کا وقت آتا ہے تو دیندار بہت کم لوگ ثابت ہوتے ہیں۔"

"اس کے بعد آپ نے اپنے ہمرائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کو اس کی خاص نصیحت کرتا ہوں کہ جب ہم پر مصیبت اور تکلیف اور موت یعنی

شہادت آئے تو میری مصیبت اور مفارقت پر صبر کرنا اور جب میں مارا جاؤں تو خبردار اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارنا اور اپنے چہروں کو نہ نوچنا اور اپنے بالوں کو نہ نوچنا اور اپنے کپڑے نہ پھاڑنا اور واویلا کی صدائیں بلند نہ کرنا۔ اور اے میری بہن زینب تم فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کی شہزادی ہو اور جیسا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت پر صبر کیا تھا تم بھی اسی طرح صبر کرنا میری مصیبت پر۔"

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کا مقصد یہی تھا کہ ہمارے مصائب اور شہادت کے بعد ماتم نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریحاً خلاف ورزی اور صبر کے منافی ہے مگر جب کوئی افتاد کسی پر آن پڑتی ہے تو اس کا حال وہ ہی جانتا ہے اور ضبط کرنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

واقعہ نمبر (۸۰):

# ملاقات مابین امام حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعد

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب عمرو بن سعد کی طرف سے مکمل خاموشی دیکھی تو آپ نے جان لیا کہ یزیدی حکومت کے ناپاک احکامات جو میرے متعلق کیے گئے ہیں اس پر یہ تفکر میں پڑا ہوا ہے آپ نے خود اس کو پیغام بھیجا کہ آج رات مجھے ملو تاکہ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کروں اس نے کہلا بھیجا کہ میں فلاں علیحدہ مقام پر آپ سے ملاقات کروں گا امام حسین رضی اللہ عنہ جب اس سے ملنے کے لئے گئے تو شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوالفضل العباس رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور ادھر عمرو ابن سعد اپنا بیٹا حفص اور ایک خاص غلام کو ہمراہ لے گیا۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اس رویہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ابن سعد کی اس مایوسی کو بھی برداشت نہ کر سکے اور خود اس کو ملنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ دشمن کو کسی بات کا کہیں وہ سراغ نہ مل سکے جس سے وہ خود کو بارگاہِ خداوندی میں عذر کر کے بچا سکے اور یہ حکیمانہ قدم تھا۔

دوران ملاقات امام حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعد کے درمیان گفتگو ہوتی رہی اور موجودہ صورتحال پر کئی امور زیر بحث آئے اور سلسلہ کلام بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ آپس میں کچھ خاص باتیں بھی ہوئیں جن کا حاصل یہ ہے۔

دوران گفتگو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کیا تو اس خدا سے نہیں ڈرتا جس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو مجھ سے جنگ کرتا ہے حالانکہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں کس کا فرزند ہوں اس قوم کو چھوڑ اور میرا ساتھ دے کہ یہ بات خدا کی خوشنودی کے زیادہ نزدیک ہے۔"

اس کے جواب میں عمرو بن سعد نے کہا مجھے خوف ہے کہ میرا گھر ڈھا دیا جائے گا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ان لوگوں نے تمہارا گھر ڈھایا تو میں تمہیں گھر بنا دوں گا۔ عمرو بن سعد نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ میری جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے مال سے تیری موجودہ جائیداد سے بہتر جائیداد تجھے لے کر دوں گا۔ عمرو بن سعد نے کہا میرے اہل و عیال ہیں مجھے ان کی ہلاکت کا بھی ڈر ہے اس کے بعد ابن سعد خاموش ہو گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا اللہ تجھے نہ بخشے گا اور توقع ہے کہ تو اب زیادہ دیر تک عراق کی گندم نہیں کھا سکے گا۔ عمرو ابن سعد نے بطور تمسخر یہ کہا اچھا گندم نہ ملی تو جو کھا کر گزارہ کر لیں گے یہ اس کا ایک مذاق تھا۔ یہ ... ہ آپس کی آخری باتیں لیکن بعض لوگوں نے اس مابین گفتگو کو کئی طریقوں سے بیان کر دیا اور کئی من گھڑت بھی بنا لیں۔ صاحب علامہ الحیات فرماتے ہیں"لوگوں نے اس مابین گفتگو کو قیاس آرائیوں سے بیان کیا ہے جو کچھ صحیح ہے وہ بیان کر دیا گیا ہے۔"

## واقعہ نمبر (۸۱):

# بندش آب

پریشان کن صورت حال جو دو محرم سے جاری تھی اب وہ ساتویں محرم کو اس نہج پہ آن پہنچی کہ دریائے فرات کا پانی جس کو پانچ یوم تک تو پہلے ہی بڑی دشواری کے ساتھ اس بے آب و گیا اور چٹیل میدان میں دریائے فرات سے خاندان نبوت پانی استعمال کرتے رہے اور پیتے بھی رہے لیکن اب ساتویں محرم کو مکمل طور پر خاندان نبوت کو پانی کی بندش کو عملی شکل دی جارہی ہے یزیدی فوج کے سربراہ نے عمرو بن سعد کو سینکڑوں کی تعداد پر مشتمل فوجی دستہ دیا کہ تم دریائے فرات پر سب کو متعین کر دو اور اتنی دور تک پہرہ لگاؤ کہ قافلہ حسینی میں سے کوئی ایک بھی کسی حصہ سے بھی پانی نہ لے سکے۔

ذرا سوچیئے کہ بندش آب کے بعد قافلہ حسینی پر کیا گزری ہوگی۔ جب کہ زمین آگ اگل رہی ہو اور آسمان آگ برسا رہا ہو اور کوئی ٹکڑا سیاہ بادل کا نظر نہ آرہا ہو ایسے چٹیل ریگستانی تپتے ہوئے میدان میں جب پانی تک بند کر دیا جائے تو اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ خاندان نبوت کا کیا حال ہوا ہوگا بوجہ شدت پیاس العطش العطش کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور ساقی کوثر کے خاندان کے دلارے آج ایک قطرہ آب کو ترس گئے ہوں گے۔

واقعہ نمبر (۸۲):

# حصولِ آب کے لیے کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیاس کی شدت جب بڑھ گئی تو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے رفقاو احباب میں سے ایک شخص بریدین خطیر ہمدانی نے سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ اس بندش آب اور خاندان نبوت کی العطش کی صداؤں کے پیش نظر مجھے یزیدی فوج کے سربراہ عمرو بن سعد سے بات کرنے دیں چنانچہ برید بن حضیر ہمدانی اجازت لے کر عمرو بن سعد کے پاس گئے تو اس سے کوئی سلام وغیرہ نہ کہا اس نے کہا اے ہمدانی کیا میں مسلمان نہیں ہوں جو تم نے مجھے سلام بھی نہیں کیا ہمدانی نے کہا کیا تم مسلمان ہو جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ عمرو بن سعد نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا پھر ہمدانی نے کہا۔"دریائے فرات کا پانی وحوش وطیور پی رہے ہیں لیکن حسین ابن علی اور ان کے بھائی اور خواتین اور بچے پانی نہ ملنے سے دم توڑ رہے ہیں۔" اس کے جواب میں عمرو بن سعد نے کہا "اے ہمدانی میں خوب جانتا ہوں مگر میں کروں کیا مجھے عبیداللہ ابن زیاد نے اس کام پر مامور کیا ہے۔" ہمدانی کو یقین ہوگیا کہ اس پر اس بات کا قطعاً کچھ اثر نہیں لہٰذا وہ مایوس ہوکر بارگاہ امام حسین رضی اللہ عنہ میں واپس آگئے۔

واقعہ نمبر (۸۳):

# امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بیبیوں کو نصیحت کرنے کے بعد اپنے فرزند حضرت سیدنا علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور انہیں آغوش میں لے کر بوسہ لیا اور فرمایا۔

''تم جب مدینہ منورہ پہنچو تو میرے دوستوں کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میرے باپ نے مجھے اس کی وصیت کی تھی اور جب بھی تمہیں کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے تو تم میرے اس دکھ اور تکلیف کو یاد کرنا اور جب دیکھو کہ کسی کی گردن ناحق کاٹی گئی ہے تو تم مجھے یاد کر لینا اور جب بھی ٹھنڈا پانی پیو تو میری پیاس اور اس جگہ کی تپش کو یاد کر لینا۔''

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۵)

واقعہ نمبر (۸۴):

# شہادت

۱۰ محرم الحرام کو صبح فجر کی نماز کے بعد ابن سعد اپنی فوج لے کر نکلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی صفیں درست کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کی تقریر کی:

"لوگو جلدی نہ کرو پہلے میری بات سن لو مجھ پر تمہیں سمجھانے کا جو حق ہے وہ ادا کر لینے دو اور میرے یہاں آنے کی وجہ بھی سن لو اگر تم میرا عذر قبول کر لو گے اور مجھ سے انصاف کرو گے تو انتہائی خوش نصیب انسان ہو گئے لیکن تم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو تمہاری مرضی سب مل کر میرے خلاف زور لگا لو اور مجھ سے جو برتاؤ کرنا چاہتے ہو کر ڈالو۔ اللہ بڑا کارساز ہے وہی اپنے نیک بندوں کو ہدایت دیتا ہے تم لوگ میرے حسب نسب پر غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے آپ کو ملامت کرو کہ تمہیں میرا قتل اور میری توہین زیب دیتی ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسا اور ان کے چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں؟ جنہوں نے اللہ عزوجل کے حکم پر

سب سے پہلے لبیک کہا اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ کیا سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میرے والد کے چچا نہیں تھے؟ کیا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ میرے چچا نہیں تھے؟ کیا تمہیں میرے اور میرے بھائی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد نہیں کہ ہم دونوں جنت کے سردار ہوں گے؟ اگر میں سچ کہہ رہا ہوں تو پھر مجھے بتاؤ تمہیں ننگی تلواروں سے میرا مقابلہ کرنا چاہیے۔''

جس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خطاب فرما رہے تھے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر سوار تھے۔ قرآن مجید آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور دشمن سے کسی بھی قسم کا خوف یا خطرہ لاحق نہیں تھا۔ اس دوران ابن سعد کے لشکری آپ رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ رب العزت میں یوں دعا فرمائی:

''یا اللہ! میں نے ہر مصیبت میں تجھ پر ہی بھروسا کیا ہے اور ہر سختی میں تو ہی میری پشت پناہی کرنے والا ہے۔ میں نے ہمیشہ تجھ ہی سے مانگا ہے اور تو نے ہی ہمیشہ میری دست گیری کی ہے۔ تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے تو ہی احسان کرنے والا تھا آج بھی میں تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے بتاؤ تم مجھے کس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہو؟ ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سرداروں کے نام لے لے کر فرمایا جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خط لکھے تھے کہ کیا تم نے مجھے خطوط نہیں لکھے؟ ان بے ایمانوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو خطوط نہیں لکھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے پسند نہیں کرتے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں مجھے جانے

دو۔ ان سرداروں نے جواب دیا آپ خود کو ہمارے حوالے کر دیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ میں جیتے جی ہرگز خود کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ صرف ایک حر ہی ایسا شخص تھا جس کے دل پر آپ رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا۔ اسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو حجاز کا راستہ اختیار کرنے سے روکا تھا اور اس وقت وہ اپنی اس حرکت پر نادم تھا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان ظالموں کے حوالے کر دیا۔ اسی ذہنی کشمکش کی کیفیت میں اس نے ابن سعد سے پوچھا کہ کیا تمہیں ان کی تینوں تجویزوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں ہے؟ ابن سعد نے جواب دیا کہ اگر میرا کچھ اختیار ہوتا تو میں فوراً منظور کر لیتا مگر اب میں بے بس ہوں۔

یہ جواب سن کر حر یزیدی فوج سے علیحدہ ہو گیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے جا ملا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے گذشتہ فعل کی معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کرنے والے ہیں۔ اب میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی جان بھی نچھاور کرنے کو تیار ہوں۔

اس زمانے میں جنگ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ابتداء میں ایک ایک اور پھر دو دو کر کے جنگجو میدان میں اترتے رہے۔ اس لڑائی میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا اور یزیدی فوج کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ پھر ابن سعد نے اپنی فوج کو کھلی جنگ کا حکم دے دیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جانثاروں نے یزیدی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی صفیں الٹا کر رکھ دیں۔ یزیدی فوج کا نشانہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بار بار ان پر حملہ آور ہوتے مگر ہر مرتبہ پسپا ہونے پر مجبور ہو جاتے۔ اس دوران شمر جو کہ یزیدی لشکر کی کمان کر رہا تھا اس نے تیر انداز بلائے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور جانثاروں کے گھوڑے شدید زخمی ہو گئے۔ حر کا گھوڑا بھی

زخمی ہوا مگر اس نے پیدل لڑنا شروع کر دیا اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔

دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی مگر یزیدی فوج کامیابی حاصل نہ کر سکی کیونکہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خیمے بھی اس طرح لگوائے تھے کہ دشمن صرف ایک رخ سے ہی حملہ کر سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر ابن سعد نے حکم دیا کہ ان کے خیموں کو آگ لگا دی جائے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ تدبیر بھی ناکام بنا دی اور خیموں کے پیچھے چار پانچ آدمیوں کو اس طرح چھپا دیا کہ جو بھی خیموں کو آگ لگانے کے لئے آتا اسے مار دیا جاتا تھا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانثار مسلسل لڑائی کی وجہ سے تھک رہے تھے اور کئی جانثار اس خونریز لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کے وقت جنگ بندی کی درخواست کی مگر یزیدی لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جانثاروں نے تلواروں کی زد میں نمازِ ظہر ادا کی۔ نمازِ ظہر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے ننھے بچے علی اصغر رضی اللہ عنہ کو لے کر خیمہ سے باہر آئے جس کی زبان پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہو رہی تھی۔ اسی دوران ایک تیر آیا اور اس معصوم بچے کے حلق میں اتر گیا اور یوں علی اصغر رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام جانثار ایک ایک کر کے جام شہادت نوش فرماتے چلے گئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی اپنی ہمت کو یکجا رکھا اور ایک بار پھر میدان جنگ میں یزیدیوں کو جہنم واصل کرنے لگے۔ اس دوران شمر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تیروں کی برسات شروع ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار سنبھالی اور پیادہ ہی ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں

بازو پر تلوار کا کاری ضرب لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کا بازو کٹ کر جسم مبارک سے علیحدہ ہو گیا۔ اس دوران سنان بن انس نے نیزے کا وار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ زمین پر گر پڑے۔ سنان نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک تن سے جدا کرنا چاہا مگر اس کی ہمت نہ پڑی۔ پھر خولی بن یزید نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے خیموں پر دھاوا بول دیا اور خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کو عزتوں کا تار تار کرنا شروع کر دیا۔ ان کی چادریں اتار لی گئیں اور جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو پامال کرنا شروع کر دیا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اتارنے کے علاوہ دیگر بھی شہداء کے بھی سر کاٹ دیئے گئے اور ان کے جسم مبارک کو بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو خولی بن یزید نیزے پر چڑھا کر اپنے لشکر کے ہمراہ کوفہ کی جانب روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان با عصمت اور با کردار بیٹیوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ اس معرکہ حق و باطل میں حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو کہ بیمار تھے مردوں میں زندہ بچے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو یزیدی فوج کے جانے کے بعد قبیلہ بنو اسد کے کچھ لوگوں نے جو نزدیک ہی آباد تھے آ کر دفنایا اور ان کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

واقعہ نمبر ۸۵:

# آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک

خولی بن یزید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ایک نیزہ پر چڑھایا اور ایک فوجی دستہ کے ہمراہ کوفہ پہنچا تو شام ہو چکی تھی۔ شام ہو جانے کی وجہ سے اسے گورنر ہاؤس میں داخلہ کی اجازت نہ ملی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھروں کو چلے جائیں اور خود بھی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اس کی بیوی نے اسے برا بھلا کہا کیونکہ وہ اہل بیت سے سچی محبت رکھتی تھی۔ اس نے خولی بن یزید سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ خولی بن یزید نے اسے ابن زیاد سے حاصل ہونے والے انعام و اکرام کا لالچ دیا لیکن اس نے کسی قسم کا تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ رات بھر وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں آنسو بہاتی رہی اور طلوع سحر کے وقت گھر سے نکل گئی اور پھر کبھی لوٹ کر نہ آئی۔

اگلے روز حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کے گورنر ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے سامنے رکھا تھا اور وہ ایک چھڑی سے آپ رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک کو چھونے لگا وہاں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ موجود تھے ان سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ چھڑی کو ان پاک ہونٹوں کے اوپر سے ہٹا' قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لبوں

پر بوسہ کرتے دیکھا ہے۔ پھر وہ غم کی شدت سے رو پڑے۔

ابن زیاد نے جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا کہ اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی قتل کروا دیتا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بدبخت! تو نے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کا خیال نہ کیا تو ان کے مقابلے میں میری کیا حیثیت ہے؟ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے اور جاتے ہوئے اہل دربار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کو شہید کیا اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا امیر تسلیم کیا یہ تمہارے اچھوں کو قتل کر دے گا اور بروں کو زندہ چھوڑ دے گا۔

واقعہ نمبر (۸۶):

# سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور ابن زیاد کا مکالمہ

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت اسیرانِ کربلا کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہوئے کہا کہ تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں علی ابن حسین (رضی اللہ عنہم) ہوں۔

ابن زیاد نے کہا کہ علی ابن حسین (رضی اللہ عنہم) تو کربلا میں مارے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے اور میرا نام بھی علی ابن حسین (رضی اللہ عنہم) ہے اور میرے بھائی کو شہید کیا گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اسے ہم نے نہیں اللہ نے مارا ہے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے جواب میں اللہ عزوجل کا فرمان سنا دیا کہ بے شک اللہ ہی جانوں کو قبض کرنے والا ہے اور اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دوسرا نفس ان کی موت کے وقت نہیں مارتا۔

ابن زیاد نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ تمہیں کیوں چھوڑ دیا گیا؟ پھر ابن زیاد نے اپنے لشکریوں کو حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے بھی قتل کروانا ہے تو

کروا دے مگر ان عورتوں کے ساتھ کسی صالح متقی مسلمان کو بھیجنا جو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور ان کا حق ادا کر سکے۔

ابن زیاد نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اپنا حکم واپس لے لیا اور کہنے لگا کہ ان عورتوں کے ساتھ یہی جائیں گے۔

جس وقت حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو یزید نے کہا کہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ قطع رحمی کی اور میرے حقوق کو نظرانداز کر دیا جس کا نتیجہ تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت جواباً فرمائی کہ تم پر اور روئے زمین پر جو بھی بلا نازل ہوتی ہے وہ عالم کی پیدائش سے قبل لوحِ محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔

یزید نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا کہ تم پر یہ مصیبت تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بات سننے کے بعد خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

واقعہ نمبر (۸۷):

# نعمان بن بشیر کا مشورہ

یزید نے اپنے رفقاء سے اسیرانِ کربلا کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا کہ تم میرا مشورہ مانو تو ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا مشورہ مان لیا کیونکہ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھتا تھا کہ واقعہ کربلا کے بعد لوگ میرے مخالف ہو چکے ہیں اور اب مزید ایسے کوئی اقدام میری حکومت کے خاتمے کا باعث بن سکتے ہیں۔

یزید نے اہل بیت کی رہائی کا حکم دیتے ہوئے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا کے آپ کو جس چیز کی بھی خواہش ہو میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری سالار اور غمگسار ہماری پھوپھی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بلایا گیا اور یزید نے ان سے کہا کہ آپ یہاں رہنا پسند کریں گی یا پھر مدینہ منورہ جانا چاہیں گی؟ پھر یزید نے ابن زیاد کو گالیاں دیتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور میرا آمنا سامنا ہوتا تو میں ان کو ہرگز شہید نہ کرتا۔ یزید کی باتیں سن کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو ہمیں مدینہ منورہ بھیج دے۔

واقعہ نمبر ۸۸:

# ازواج و اولاد

روایات کے مطابق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد پانچ ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے چھ بچے تولد ہوئے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد کا مختصر تذکرہ بیان کیا جا رہا ہے۔

**حضرت سیدہ شہر بانو رضی اللہ عنہا:**

آپ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب فارس کا علاقہ فتح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا بھی قیدیوں کے ساتھ یرغمال بنا کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔

**حضرت سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا:**

آپ رضی اللہ عنہا ابی مرہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

**حضرت سیدہ رباب رضی اللہ عنہا:**

آپ رضی اللہ عنہا امراء القیس کی صاحبزادی تھیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو

آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا عبداللہ المعروف حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

## حضرت سیدہ ام اسحاق رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا طلحہ بن عبداللہ کی صاحبزادی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ صغراں رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔

## حضرت سیدہ قضاعیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ بنی قضاعیہ سے ہے اور آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کا مختصر بیان ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

## حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد ابوالحسن اور ابوبکر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ آپ ۳۸ ھ میں مدینہ منورہ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تولد ہوئے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تین برس تھی اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ جس وقت کربلا کا المناک واقعہ پیش آیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف ۲۳ برس تھی۔ اس المناک واقعہ میں آپ رضی اللہ عنہ شدید بیمار تھے جس کی وجہ سے جنگ میں حصہ نہ لے سکے اور بچنے والے مردوں میں واحد آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین کی فضیلت کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس قدر عبادت و ریاضت اور اوراد و ظائف کرتے تھے کہ ایک کثیر

جماعت بھی مل کر اتنی عبادت نہ کر سکتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کی رنگت بدل جاتی تھی۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے والا ہوں؟

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ایک دن اور رات میں ہزار رکعت نفل نماز ادا فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین نے ۹۵ھ میں ۵۷ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

## حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک علی اور لقب اکبر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ عادات و اطوار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا میں میدان میں نکلے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ الٰہی! میں اپنے بیٹے کو تیرے سپرد کرتا ہوں جو سیرت وصورت میں تیرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مشابہ ہے اور ہم جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دید کو ترسے ہوئے ہیں اس کی صورت دیکھ کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ نے یزیدی لشکر کے ایک سو بیس سپاہیوں کو جہنم واصل کیا اور بالآخر مسلسل لڑائی کے بعد جب زخموں سے چور چور ہو گئے تو اپنے والد بزرگوار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پانی کی فرمائش کی تا کہ ایک مرتبہ پھر تازہ دم ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ حضرت سیدنا امام

حسین رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھی تو روتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہارے لئے پانی کہاں سے لاؤں؟ عنقریب تم میرے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں شرابِ طہور پیو گے اور اس کے بعد تمہیں پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کا فرمان سنا تو ایک نئے جوش کے ساتھ میدان میں دوبارہ اترے اور مزید اسی دشمنوں کو جہنم واصل کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ پر چاروں جانب سے حملہ کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ جو زخموں سے چور چور تھے اس حملے کی تاب نہ لا سکے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ بوقت شہادت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک محض ۱۸ برس تھی۔

## حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا سے چھ ماہ قبل حضرت سیدہ رباب رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی کم سنی میں میدانِ کربلا میں ایک ظالم بدبخت نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی گود میں تیر مار کر شہید کیا۔

## حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا' حضرت سیدہ رباب رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئیں۔ واقعہ کربلا کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک محض سات برس تھی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی اس صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی۔ واقعہ کربلا کے بعد یرغمال بنائی گئیں اور پھر جب یزید نے رہا کیا تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی پھوپھی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی اور اپنے بھائی کی اس ننھی نشانی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔

## حضرت سیدہ فاطمہ صغراء رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ فاطمہ صغرای رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ ام اسحاق رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاجزادے حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس وقت معرکہ کربلا پیش آیا آپ رضی اللہ عنہا اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم تھیں اور اپنے شوہر حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ ان دنوں تجارت کی غرض سے مدینہ منورہ سے باہر تھے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکی تھیں۔

## حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت قضاعیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمانہ طفولیت میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ منورہ کے دوران ہی وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

واقعہ نمبر ۸۹:

# اقوالِ زریں

☆ بے شک اللہ عزوجل تکبر کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

☆ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور وہی اپنی قدرت سے سب کو زندہ بھی اٹھائے گا۔

☆ اللہ عزوجل ہر مصیبت میں بہترین پناہ گاہ ہے اور ہر سختی میں بہترین سہارا ہے۔

☆ عنقریب جب ہماری روحیں ہمارے جسموں کا ساتھ چھوڑ دیں گی تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آگ میں جلنے کا مستحق کون ہے؟

☆ اپنے گریبانوں میں جھانکو اور اپنا محاسبہ خود کرو۔

☆ ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز دے اس وقت وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

☆ مال کا سب سے بڑا مصرف یہی ہے کہ اس سے کسی کی عزت و آبرو محفوظ ہو جائے۔

☆ اگر تم اللہ عزوجل سے ڈرو اور حقدار کے حق کو پہچانو تو تمہیں یقیناً اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

☆ عام لوگ دنیا دار ہوتے ہیں اور وہ دین میں ظاہری طور پر اس وقت تک

رہتے ہیں جب تک ان کی مالی حالت بہتر رہتی ہے اور جب ان پر کسی قسم کی آزمائش آتی ہے تو پھر دیندار لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

☆ تمہارے لئے سب سے زیادہ رفیق ومہربان تمہارا دین ہے۔

☆ صاحب عقل وخرد وہی شخص ہے جو مہربان کے حکم کی پیروی کرے اور اس کی شفقت کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

☆ ہم نے تمام دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ کر اپنی راحتوں کو فنا کر دیا ہے۔

☆ میں نے ہر مشکل میں صرف اللہ کو ہی پکارا اور اس نے میری تمام مشکلیں آسان فرمادیں۔

☆ جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ جواباً دیا کرو۔

☆ بندے کی نجات دین کی پیروی میں ہے اور ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔

## واقعہ نمبر (۹۰):

# یزید پلید کی اذیت ناک موت

اس کائنات میں اول و آخر سب سے بڑا ظلم وستم کا بازار گرم کرنے اور اہل بیت اطہار پر ظلم وستم کرنے کے بعد عترت پیغمبر ﷺ کو اپنے قہر وغضب کے تیروں کا نشانہ بنانے کے بعد اور میدانِ کربلا میں آلِ مصطفیٰ ﷺ کو بھوکا پیاسا شہید کرنے کے بعد آخرکار یزید پلید پر بھی وہ وقت آہی گیا جس سے نہ کوئی بادشاہ بچ سکا ہے اور نہ ہی کوئی فقیر۔ نہ کوئی ولی اور نہ ہی کوئی پیغمبر یعنی موت کا وقت۔ یزید کو معمولی سی درد قولنج ہوئی مگر چونکہ یہ درد ظلم کی سزا کے عوض تھی۔ اس لئے عذاب بن گئی۔ تین دن اور تین راتیں بستر مرگ پر تڑپتا رہا۔ پانی کا قطرہ منہ میں ڈالا جاتا تو وہ بھی تیر بن کر حلق میں اترتا۔ روٹی کا ٹکڑا کھاتا تو تلوار بن کر پیٹ میں داخل ہوتا۔

تین دن اس عذاب میں مبتلا رہنے کے بعد بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور سر پٹک پٹک کر مرگیا۔ مرنے سے پہلے یزید نے اپنے بیٹے معاویہ کو بلا کر امور سلطنت کے متعلق کچھ وصیتیں کرنا چاہیں مگر ابھی اس نے شروع ہی کیا تھا کہ معاویہ چلا اٹھا جس حکومت کی بنیاد اہل بیت کے خون سے رکھی گئی ہے میں اس حکومت پر تھوکتا بھی نہیں پھر بھی یزید کے مرنے کے بعد لوگوں نے زبردستی اس کے لڑکے معاویہ کو تخت پر بٹھا ہی دیا لیکن ابھی بیٹھا ہی تھا کہ چیخ مار کر اور یہ کہہ کر اٹھ بیٹھا کہ اس تخت سے مجھے حسین رضی اللہ عنہ کے خون کی بو آتی ہے اور وہ اپنے حجرہ میں ایسا چھپا کہ پندرہ دن کے

بعد اس کی لاش ہی برآمد ہوئی۔

یاد رہے کہ یزید لعین کا پورا دور حکومت ہی ظلم وستم اور آل نبی و اولاد علی کے ساتھ ناروا سلوک پر مبنی تھا۔ یہی نہیں کہ اس لعین نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خانوادہ پاک کو تہہ تیغ کیا بلکہ اس نے مدینہ منورہ کی بے حرمتی کرنے کے لئے بھی اپنی افواج کو مدینہ عالیہ روانہ کیا تھا جہاں اس کی فوجوں نے ظلم و بربریت کی بدترین داستانیں رقم کی تھیں۔

امام ابن کثیر اپنی کتاب "سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ" میں لکھتے ہیں کہ یزید کے مرنے کے بعد اس کے مشیروں نے زبردستی اس کے بیٹے معاویہ کو تخت پر بٹھا دیا اگرچہ وہ برابر انکار کرتا رہا۔ معاویہ ایک صالح اور متقی شخص تھا ارا کین سلطنت کے اصرار سے اس نے مجبور ہو کر تخت پر بیٹھ کر ایک خطبہ دیا جس میں اس بات کا صاف اعتراف تھا کہ خلافت نہ تو میرا حق ہے اور نہ ہی میرے باپ دادا کا حق تھا۔ لہٰذا میں تخت خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں یہ اعلان کرنے کے بعد معاویہ ابن یزید نے جو گوشہ نشینی اختیار کی تو چالیسویں دن انتقال کے بعد ہی اس گوشہ سے نکلے۔

چنانچہ معاویہ ابن یزید کے انتقال کے بعد مروان ابن حکم اپنی چالاکی اور عیاری سے تخت پر قابض ہو گیا لیکن اسے زیادہ دن حکومت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ ۶۵ ہجری میں موت نے اسے بھی آدبوچا۔ مرتے وقت اس نے اپنے بیٹے عبدالملک بن مروان کو اپنا جانشین بنا کر شام و مصر کی حکومت کا حاکم بنا دیا۔

واقعہ نمبر (۹۱):

# مختارِ ثقفی کا انتقام

امام ابن کثیر اپنی کتاب ''سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ'' میں لکھتے ہیں کہ اس وقت کیفیت یہ تھی کہ حجاز و اطرافِ حجاز میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم تھی اور شام ومصر میں عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی۔ کوفہ پر نہ تو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا اثر واقتدار تھا اور نہ ہی عبدالملک بن مروان کا کوئی اختیار تھا۔ عجیب کشمکش کی حالت تھی اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختار بن عبید ثقفی نے کوفہ پر اپنا پورا تسلط جما لیا۔ یہ مختار ثقفی وہی شخص ہے جس کے ہاں امام مسلم نے سب سے پہلے قیام کیا تھا اور اسی کے مکان میں اہل کوفہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت لی تھی۔ مختار بن عبید ثقفی نے برسر اقتدار آتے ہی اس بات کا قطعی عہد کیا کہ کربلائی ظالموں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑے گا اور خون امام حسین رضی اللہ عنہ کا پورا پورا بدلہ گا۔

چنانچہ مختار ثقفی نے کوفے کا حاکم بننے کے بعد جو پہلا حکم جاری کیا وہ یہ تھا کہ جس کے گھر سے بھی قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی نشاندہی ہوئی اور جس نے بھی ان ظالموں کو پناہ دی اس کے مکان کی بنیادیں تک اکھیڑ دی جائیں گی اور پناہ دینے والے کے بال بچوں کو بھی تہہ تیغ کر دیا جائے گا خدا کی شان بے نیازی کا تماشا تو دیکھو کہ آج سے کچھ زمانہ پہلے جس کوفہ میں ابن زیاد نے یہ اعلان کروایا تھا کہ جس گھر سے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور اس کے بچوں کی اطلاع ملی اس گھر کو مسمار کر دیا جائے گا اور آج اسی

کوفہ میں مختار ثقفی کا یہ اعلان ہوتا ہے کہ جس نے بھی قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو پناہ دی اس کی گردن اڑا دی جائے۔

وہ کوفہ والے جنہوں نے امام پاک سے دھوکا کیا۔ دغا بازی و بے وفائی کی، نہیں بے ایمانی کی۔ آج مختار کے اس خوفناک اعلان سے کانپ گئے اور میدانِ کربلا میں ظلم وستم کرنے والے پہاڑوں میں اور جنگلوں میں چھپنے لگے مگر شاید وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ قہر الٰہی جب کروٹ لیتا ہے تو پھر کسی بھی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے اور بستیوں کی بستیاں اجاڑ ڈالتا ہے۔

مختار کی فوج نے ہر طرف تلاش شروع کر دی اور پھر کسی کو کسی تہہ خانے سے، کسی کو کسی کھوہ سے اور کسی کو کسی جنگل سے پکڑ کر شام سے پہلے پہلے تمام قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو مختار ثقفی کے سامنے حاضر کر دیا جس نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔

واقعہ نمبر (۹۲):

# شمر لعین کا انجام

عمرو بن سعد کو اس ظلم وستم کی سزا دینے کے بعد مختار نے شمر سے کہا کیا تو ہی وہ بد بخت انسان ہے جس نے نواسۂ رسول ﷺ کی مبارک چھاتی پر چڑھ کر گلے پر خنجر چلایا تھا۔ اٹھ اور پہلے میرے آگے وہ پلید ہاتھ کر جس سے تو نے خنجر اٹھایا تھا۔ شمر رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے عمرو بن سعد نے مجبور کیا تھا۔ مختار نے ڈانٹ کر کہا تجھے شرم نہیں آتی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال نے مسکرا کر جان دی اور تو چلا رہا ہے۔ آگے کر وہ ہاتھ شمر نے پھر درخواست کی کہ میں اس وقت بہت پیاسا ہوں دو گھونٹ پانی پلا دو۔

مختار نے پھر کہا اے ذلیل کتے! کیا تو نے جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا کو خنجر چلانے سے پہلے پانی پلایا تھا جو آج مجھ سے پانی مانگ رہا ہے۔

شمر نے ہاتھ آگے کیا۔ مختار نے تلوار ماری اور شمر کے دونوں ہاتھ زمین پر تھے اور پھر مختار نے شمر کے گلے پر خود خنجر چلا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

واقعہ نمبر (۹۳):

# خولی کا انجام

حرملہ کی لاش ابھی زمین پر تڑپ ہی رہی تھی کہ خولی لایا گیا۔ خولی کو دیکھ کر مختار کا خون کھول گیا۔ آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں اور گرج کر بولا۔ یہ ہے وہ سنگدل اور دشمن خدا جس نے امام پاک کے سینے پاک میں برچھا مارا اور پھر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس نیزے پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس اسی کوفہ میں لایا۔ اگرچہ اسے جتنی سزا دوں میرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوگا مگر اس کی سزا یہ ہے کہ پہلے اس کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں اور پھر دونوں پاؤں اور پھر اس کے سینے میں برچھا مار کر اس کو واصل جہنم کیا جائے اور پھر اس کا سر کاٹ کر اور نیزے پر چڑھا کر میرے سامنے لایا جائے جلادوں نے ایسا ہی کیا۔

واقعہ نمبر (۹۴):

# ابن زیاد کا انجام بد

ابن زیاد اپنا خونیں کھیل کھیل کر اور چمنستان فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہری بھری شاخوں کو کاٹ کر اور اس کے مہکتے ہوئے پھولوں کو توڑ کر اور پھر یزید سے موصل کی حکومت اس ظلم وستم کے انعام میں حاصل کر کے ہر طرح سے بے خوف ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

مگر اس ظالم کو یہ معلوم نہ تھا کہ خدا کی لاٹھی بے آواز، اور اس کا قہر خاموش ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ مختار ثقفی قہر الٰہی کی صورت میں نمودار ہو چکا ہے اور اس کے اشاروں پر ناچنے والے عمرو بن سعد اور خولی اپنے اپنے ظلم کی سزا پا چکے۔

اب مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو حکم دیا کہ ایک بھاری فوج کے ساتھ ابن زیاد پر حملہ کر دیا جائے اور اس کو زندہ یا مردہ میرے سامنے پیش کیا جائے۔

چنانچہ ابراہیم بن مالک اشتر نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا اور اگرچہ ان کے پاس سامان حرب بھی کم تھا اور فوج بھی تھوڑی تھی مگر چونکہ قدرت ان کے ساتھ تھی اور منشائے قدرت یہی تھا کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے ظلم وستم کی پوری پوری سزا ملے۔ اس لئے ابن زیاد کافی فوج اور ساز و سامان کے باوجود بھی مقابلہ نہ کر سکا اور صلح کے متواتر کئی پیغام بھیجے مگر اس کی کوئی چال بھی کامیاب نہ ہو سکی تو خود میدان میں آیا اور ابراہیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور پھر اس کا سر بھی نیزے پر چڑھا کر کوفہ میں مختار

ثقفی کے سامنے لایا گیا۔ یزید کے ان فوجی افسروں کو ختم کرنے کے بعد مختار نے حکم دیا کہ اب ہر وہ شخص جو کربلا میں عمرو بن سعد کے ساتھ تھا اس کو بھی قتل کر دیا جائے اور نہر فرات پر قبضہ کرنے والوں، لاشوں پر گھوڑے دوڑانے والوں اور تیر چلانے والوں کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اور جب مختار تمام دشمنان اہل بیت اور قاتلان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو واصل جہنم کر چکا تو کہا کہ ان کی ان سزاؤں سے میری آگ نہیں بجھی۔ یہ تو میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے اصل سزا تو ان کو حشر کے دن ملے گی۔

واقعہ نمبر ۹۵:

# خدمت و تواضع

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی ذات میں بہت زیادہ عاجزی اور انکساری تھی۔ آپ بہت متواضع تھے۔ خاطر مدارات میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ دس گیارہ مہمان اچانک آ گئے۔ اُس وقت گھر میں زیادہ راشن موجود نہ تھا۔ جُوں جُوں کر کے گزارا کیا۔ مہمانوں کا تو خوب پیٹ بھرا اور خوب تواضع فرمائی مگر خود' معہ اہل و عیال کے بھوکے سو رہے۔ اور فرمانے لگے کسی کے لیے بھوک برداشت کرنا بھی لذت سے خالی نہیں ہے۔

ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں چند غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو جو دیکھا تو دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور آئیے اور کھانا تناول فرمائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت ان غرباء کے حلقہ میں جا کر بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ فرمایا مجھے کھانے کی حاجت تو نہیں تھی لیکن تمہاری خوشی کی خاطر چند لقمے تناول کر لیے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔''

ایک بار چند آدمی عراق سے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا پتہ پوچھ کر دروازے پر دستک دی آپ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ پھر ایک صاف مکان میں اُن کا ٹھہرایا۔ فوراً دو بکریاں ذبح کرائیں۔ اور کھانا تیار کرایا۔ جب کھانا

پک کر تیار ہو گیا۔ باوجودیکہ خدام حاضر تھے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بہ نفسِ نفیس مہمانوں کے ہاتھ دھلانے لگے۔ مہمانوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ خادم ایک برتن کھینچنے لگے۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا مجھے کیوں ثواب نہیں لینے دیتے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص متواضع ہے تو خدائے پاک اُسے عظمت اور رفعت بخشتا ہے۔ اور جو تکبر دکھاتا ہے وہ ذلت پاتا ہے اور رسوا ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آواز دی۔ بھائی بوجھ اُٹھوا دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ قریب گئے۔ تو وہ شخص کہنے لگا اوہو! آپ تو فرزند علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ معاف کیجیے میں نے کوئی اور آدمی سمجھ کر آواز دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر فرمایا۔ کوئی حرج نہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے مجھے بھی آدمی سمجھ لو۔ اِس بات پر دونوں ہنس پڑے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بوجھ اُٹھانے میں اُس کا سہارا دیا۔

(سیرۃ الامام/ سیرت حسین رضی اللہ عنہ: ۶۷)

واقعہ نمبر (۹۶):

# عبادت و ریاضت

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عبادت و ریاضت میں اپنے نانا محترم سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے اور راتوں کو ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ کو عبادت گزاری کا بے حد شوق تھا۔ نماز فجر' نماز عشا اور نماز تہجد میں بہت آہ و زاری کرتے۔ خوف خدا سے کانپتے اور تضرع سے بار بار دعائیں مانگتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح پچیس حج پیدل ادا کیئے۔

''ابن عربی'' اور ''ابن ابی شعیبہ'' بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ان اوصاف جلیلہ کے حامل تھے۔ علم' حلم' عمل' عبودیت' صبر و استقلال' اولوالعزمی' سخاوت' شجاعت' و تدبر' عاجزی و انکساری' حق گوئی' حق پسندی اور راضی برضائے مولی کا مجسمہ تھے۔

واقعہ نمبر (۹۷):

# علم و عرفان

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ علم و عرفان کا گہوارہ تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں علم حاصل کیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آغوش میں بچپن سے لے کر جوانی تک تعلیم و تربیت پائی۔ علماء سیر و تواریخ اس بات پر متفق ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور فاضل تھے۔ آپ کے معاصرین بھی آپ کے تجر علمی کے معترف تھے۔ جب انہیں کوئی علمی مسئلہ درپیش آتا تو آپ سے رجوع فرماتے۔

چنانچہ ایک بار عبداللہ ابن زبیر کو دودھ پینے والے بچے کا وظیفہ مقرر کرنے کے متعلق مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مسئلے میں بھی انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز دے اُس وقت سے وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (اسد الغابہ)

واقعہ نمبر ۹۸:

# جود وسخا

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اپنے نانا حضرت محمد ﷺ اپنے والد رضی اللہ عنہ اپنی والدہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح بہت زیادہ سخی تھے۔ محتاجوں کے لیے آپ کا دست کرم بہت کھلا رہتا تھا۔ کسی سوالی کو خالی موڑنا برا سمجھتے تھے۔ ضرورت مندوں کو اُن کی حاجت سے زیادہ دیتے یتیموں اور مسکینوں کی پرورش فرماتے۔ نبیتوں اور بیواؤں کی مدد کرتے اور جس وقت آپ کو کوئی رقم وغیرہ ملتی اسی وقت راہ خدا میں خرچ کر کے قرار پاتے۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور جناب عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ حج کے لیے نکلے راستے میں اُن پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوا ناگاہ انہیں ایک خیمہ نظر آیا یہ حضرات اُس خیمہ میں پہنچے تو ایک بڑھیا کو پایا آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کچھ پینے کو ہے اُس نے کہا ہاں تشریف رکھیں اس کے بعد وہ اُٹھی اور اپنی ایک معمولی سی بکری لائی کہ اس کا دودھ دوھ کر یہ حضرات اپنی پیاس بجھائیں۔ انہوں نے دودھ پینے کے بعد کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ اُس عورت نے اُسی بکری کو ذبح کر کے ان لوگوں کو سیر کر دیا اور وہ لوگ چلے گئے۔ شام کو اس عورت کا شوہر آیا تو اُسے سارا ماجرا معلوم ہوا وہ بہت رنجیدہ اور غمگین ہوا اور کہنے لگا کہ اب تو ہی بتا کہ ہم لوگ کیونکر زندگی بسر کریں گے۔ ہمارے ازوقہ کے لئے یہی ایک بکری تھی جسے

تو نے ختم کر دیا۔ بال آخر وہ زمانہ آ گیا کہ یہ ضعیفہ فقیر ہو کر بھیک مانگنے لگی اور اسی حالت میں مدینہ جا نکلی۔ ایک راستہ سے گزر رہی تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو بلوا کر اُس سے کہا کہ تو مجھے پہنچانتی ہے اس نے کہا میں تو آپ کو نہیں جانتی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو مجھے بھول گئی ہے لیکن میں تجھے نہیں بھولا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بکری والا سارا قصہ سنایا اور اُسے ایک ہزار اشرفی اور ایک ہزار بکریاں عطا کریں اور اُسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ہزار اشرفی اور ایک ہزار بکریاں عطا کیں۔ پھر عبداللہ ابن جعفر کے پاس بھیجا انہوں نے دو ہزار اشرفیاں اور دو ہزار بکریاں عطا کیں وہ خوش خوش اپنے گھر واپس چلی گئی اور بھیک مانگنا چھوڑ دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جوانی کے کارناموں میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جب جنگ صفین میں لشکر اسلام پر پانی بند کر دیا گیا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ ہی نے بے پناہ شجاعت کا جوہر دکھلا کر نہر پر قبضہ کیا۔ اور لشکر اسلام کو سیراب فرمایا تھا۔

واقعہ نمبر (۹۹):

# مقامِ شہادت کے بارے میں بتلانا

حضور ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی بتا دی تھی اور اُس مقام کے بارے میں بھی بتلا دیا جہاں آپ نے شہادت کا رتبہ پانا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھ کو جبریل امین نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف میں قتل کر دیا جائے گا اور جبریل میرے پاس (اس زمین کی) یہ مٹی لائے ہیں اور انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہی ان کے لیٹنے (مدفون ہونے) کی جگہ ہے۔

(الصواعق المحرقہ ۲۳۶ الخصائص الکبری جلد ۲: ۲۸۳)

واقعہ نمبر (۱۰۰):

# حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کی تدفین

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی تدفین کے متعلق مختلف روایات کتب سیر میں موجود ہیں اور مؤرخین کے مابین بھی اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کہاں دفن کیا گیا؟ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی تدفین کے متعلق مختلف آراء بیان کی جارہی ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ یزید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدینہ منورہ کے گورنر عمرو بن سعید کے پاس بھیجا اور عمرو بن سعید نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو غسل دینے کے بعد کفنایا اور پھر جنت البقیع میں حضرت سیدنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس دفن کر دیا۔ (شام کربلا صفحہ ۲۴۶)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اسیرانِ کربلا کا قافلہ میدانِ کربلا میں پہنچا تو اس وقت اس قافلے کے پاس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر تھا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس سے ملا کر مدفون کیا۔

(شام کربلا صفحہ ۲۴۶)

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک

کو انہوں نے یزید کے خزانے میں دیکھا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو کفن دے کر باب الفردوس دمشق میں دفن کر دیا گیا۔ (وفا الوفاء جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکابر صوفیاء اور اہل علم حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کے ساتھ مدفون ہے۔ (شام کربلا صفحہ ۲۴۸)

# کتابیات


۱۔ قرآن مجید
۲۔ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ از امام ابن کثیر
۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب از محمد اشرف شریف
۴۔ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم از علامہ عبد المصطفیٰ ازہری
۵۔ تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی
۶۔ اقوال اولیاء از فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ کشف المحجوب از حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ شہادت نواسہ سید الابرار از حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی
۹۔ تذکرہ صحابیات از طالب ہاشمی
۱۰۔ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ از حبیب القادری
۱۱۔ حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ شہید کربلا از سید ابو الاسد وارثی
۱۳۔ مدحت از عاصی کرنالی
۱۴۔ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی

ہمارے ادارے کی دیگر مطبوعات

دلکش طباعت تحقیقی اور منفرد موضوعات معیار اور جدت کی علامت

اسلام بک ڈپو

۱۲ گنج بخش روڈ لاہور

فون: 042-37112941